آؤ مصافحہ کریں

اعلیحضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

صَفائحُ اللُّجین فِی کونِ التَّصافحِ بِکفّی الیدین

آؤ مُصافحہ کریں

❁

تصنیف

اعلیحضرت امام اھلِ سُنّت مجدّد دین وملّت

[مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ]

○

حسبُ الارشاد

ابوالمسعود الحاج صاحبزادہ پیر سیّد محمد حسن شاہ گیلانی قادری نوری مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نوریہ، چک سادہ شریف گجرات

❁

مطبوعات نوری کتب خانہ لاہور

Marfat.com

بفیضانِ کرم
حضرت الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی مدظلہ
قادری نوری

بفیضانِ نظر
الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی مدظلہ
قادری نوری

اہتمام اشاعت
پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

2001

سید محمد فیصل عثمان نے
ایل۔جی پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر شائع کی

قیمت 21 روپے

تقسیم کار
نوری کتب خانہ
نزد جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

نوری بک ڈپو
دربار مارکیٹ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے یا نہیں؟ اور آج کل جو غیر مقلد لوگ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کو ناجائز و خلافِ احادیث جانتے ہیں ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط بیّنوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

الحمدللہ، اللّٰھم لک الحمد، یا باسط الیدین بالرحمۃ تنفق کیف تشاء، تصافح حمدک بمزید رفدک کما تعانق شکرک والعطاء، صل وسلم وبارک علی من یداہ بحرا النوال، ومنبعا الزلال، وجنتا البلاغ، وعلی الہ وصحبہ واھلہ وحزبہ ما تصافحت الایدی عند اللقاء، واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الباسط کفیہ بالجود والصلاۃ وعلی الہ وصحبہ اولی الود والاخاء والفیض والسخاء، فی العسر والرخاء، الی تصافح الاحباب وتعانق الاخلاء، آمین الٰہ الحق آمین

بیشک دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔ اکابر علماء نے اس کے مسنون و مندوب ہونے کی تصریح فرمائی۔ اور ہرگز ہرگز نام کو بھی کوئی حدیث اس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت و مذمت پر اترنا شریعت مطہرہ پر افترا کرنا ہے

Marfat.com

وَالعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ قبل اس کے کہ اس اجمال کی تفصیل کرے ایک واقعۂ طیبہ و رؤیائے صالحہ ذکر کرتا ہے ——— وللہ الحمد والمنّۃ ومنہ الفضل والنعمۃ۔

یہ مسئلہ فقیر غفر لہ المولی القدیر سے روز جمعہ ۱۹؍ ذلقعدہ ۱۳۰۶ھ کو بعد نماز جمعہ پوچھا گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا۔ اور ازانجا کہ آج کل قدرے علالت اور بوجہ مشاغل درس قلت مہلت تھی۔ قصد کیا کہ جمعہ آئندہ کی تعطیل انشاء اللہ تعالٰی تحریر جواب کی کفیل ہوگی۔ اس اثناء میں سوال مذکور کا خیال بھی دل سے اتر گیا۔ **ناگاہ** شب سہ شنبہ ۲۳ ماہ مسطور کہ سر بشمال و روبقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا۔ خاص صبح کے وقت بحمد اللہ خواب دیکھا کہ سمت مدینہ طیبہ سے امام علام، مرشد الانام، قاضی البلاد، مفتی العباد، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد، امام اجل، ابو المحاسن فخر الملۃ والدین، ابو المفاخر، حسن ابن امام بدر الدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ **امام قاضی خاں** قدس اللہ تعالٰی سرہٗ وافاض علینا نورہٗ (جن کے فتاوے کے لیے شرقاً غرباً اعلیٰ درجہ کا اعتبار واشتہار اور ان کا امام مجتہد، فقیہ النفس اعظم عمائد سے ہونا عالم آشکار) فقیر کے سرہانے تشریف لائے۔ بلند بالا متوسط بدن، سفید پوشاک زیب تن، وسیع گھیر نیچے دامن اور بزبان فارسی یہ دو جملے ارشاد فرمائے

"مستند ایشاں حدیث انس است و او را مفہوم نیست"

لفظ یہی تھے یا اس کے قریب ——— معاً جمال مبارک دیکھے

Marfat.com

ہی قلب فقیر میں القاء ہوا کہ یہ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں
اور کلام مقدس سنتے ہی دل میں آیا کہ اسی مسئلہ مصافحہ کی
نسبت ارشاد ہے ۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کو اس خواب مبارک کے ذکر سے مخالفین
پر حجت لانا مقصود نہیں کہ وہ تو خواب کے لئے اصلاً قدر و قیمت
نہیں رکھتے اگرچہ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ حضور اقدس سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے امر عظیم جانتے اور اس کے سننے
پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ہے ۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر حاضرین سے
دریافت فرماتے ——— هَلْ رَأَى أَحَدٌ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا ———
آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا، جس نے دیکھا ہوتا عرض
کرتا حضور تعبیر فرماتے ۔

احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و طبرانی و حکیم
ترمذی و ابن جریر و ابن عبد البر و ابن النجار وغیرہم محدثین کبار کے
یہاں احادیث انس و ابو ہریرہ و عبادہ بن صامت و ابو سعید خدری
و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ
و عوف بن مالک و ابو رزین عقیلی و عباس بن عبد المطلب رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین سے ہے ، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا "مسلمان کی خواب نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔" [1]

---

[1] حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں ۔ چوبیسواں ، پچیسواں ، چھبیسواں ، چالیسواں
چوالیسواں ، پینتالیسواں ، چھیالیسواں ، پچاسواں ، سترہواں ، چھہترواں ٹکڑا ۔
(ص ۹ پر)

Marfat.com

صحیح بخاری میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس ——— اور احمد وابنائے ماجہ وخزیمہ وحبان کے یہاں بسندِ صحیح ام کرز کعبیہ ——— اور مسند احمد میں ام المومنین صدیقہ ——— اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مروی ——— وھذا لفظ الطبرانی، حضور لامع النور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ فَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰی لَہٗ۔

ترجمہ: نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں وہ کیا ہیں نیک آدمی کہ خواب خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھی جائے۔

اسی طرح احادیث اس بارہ میں متوافر اور اس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے متواتر ان کی تفصیل موجب تطویل۔

اور احمد وبخاری وترمذی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ اللہِ فَلْیَحْمَدِ اللہَ عَلَیْھَا وَلْیُحَدِّثْ بِھَا غَیْرَہٗ۔

ترجمہ: جب تم میں کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ چاہیئے کہ اس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے۔

(ص ۸ کا)

سب وارد ہیں۔ لہذا فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا۔ اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے ——— واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ منہ

Marfat.com

فقیر بینوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہو گا کہ ایک امام اجل، رکن شریعت ہادی ملت اس پر اپنا پرتو اجلال ڈالے اور محض اس کی امداد و ارشاد کے لئے غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائے، اور بے سابقہ عرض و درخواست خود بکمال مہربانی مسئلۂ دین ورد مخالفین تعلیم کرے ——— کیا وہ غریب خستہ فقیر دل شکستہ اس سے امید نہ کرے گا کہ باوجود میرے ان عظیم و شدید گناہوں کے میرا رؤف و رحیم مولےٰ عزّ و علا میرے ساتھ ایک نظر خاص رکھتا ہے۔ اور مجھ سے ذلیل بے وجہت خوار بے حیثیت کا اقرار بھی اس بارگاہ رحمت میں گنتی شمار کے قابل ٹھہرا ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی کَنْزِ الْفُقَرَاءِ، حِرْزِ الضُّعَفَاءِ عَظِیْمِ الرَّجَاءِ، عَمِیْمِ الْعَطِیَّاتِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: تمامی تعریف ثابت ہے اس معبود حقیقی کے لئے جس کی نعمت و عظمت کے طفیل نیکیاں تمام و کمال کو پہونچیں۔ اور درود و سلام نازل ہو اس ذات اقدس پر جو فقیروں کا خزانہ، کمزوروں کی پناہ گاہ بڑی امید والے اور عام بخشش کرنے والے ہیں اور ان کے تمام آل و اصحاب پر۔ تمامی تعریف سارے جہان کے پالنہار کے لئے ہے" مترجم

معہذا یہ بھی سنت صحابہ سے ثابت کہ جو خواب ایسا دیکھا گیا جس میں ان کے قول کی تائید نکلی اس پر شاد ہوئے اور دیکھنے والے کی توقیر بڑھا دی۔ صحیحین میں ہے ابو حمزہ ضبعی نے تمتع حج میں خواب دیکھا، جس سے مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی تائید ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ان کا وظیفہ

Marfat.com

مقرر کر دیا۔ اور اس روز سے انہیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا شروع کیا۔ ان وجوہ پر نظر تھی کہ فقیر نے یہ خواب ذکر کی۔ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھلی۔ نماز کا وقت تھا، وضو میں مشغول ہوا اثنائے وضو میں خیال کیا تو یاد آیا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جامع ترمذی شریف میں مروی کہ سائل نے عرض کی۔

اَفَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ قَالَ نَعَمْ ؎۱

یعنی یا رسول اللہ جب مسلمان مسلمان سے ملے تو کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے ــــــ فرمایا، ہاں!

اس میں لفظ "ید" بصیغۂ مفرد واقع ہوا۔ لہٰذا ان صاحبوں کا محلِ استنا دٹھہرا۔

اب قبل اس کے کہ جواب امام علیہ رحمۃ المنعام کی توضیح اور دیگر مباحثِ نفیسہ کی جو بحمداللہ قلب فقیر پر فائض ہوئے تصریح کر دوں، پہلے اس کا بیان کرنا ہے کہ امام ہمام قدس سرہٗ نے خاص حدیثِ انس کو کیوں ان کا مستند بتایا۔ حالانکہ کلمۂ "ید" بصیغۂ مفرد اس کے سوا اور بھی کئی حدیثوں میں آیا۔ اس تحقیق کے ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ ان حدیثوں سے بھی جواب کھل جائے گا۔

فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: وہ احادیث مصافحہ جن میں لفظِ "ید" بصیغۂ مفرد واقع تین قسم ہیں۔

قسم اوّل: احادیثِ فضائل جن میں مصافحہ کی ترغیب اور اس کی خوبیوں کا بیان ہے ــــــ مثلاً

حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسندِ صالح روایت

؎۱ ترمذی جلد ۲، باب ما جاء فی المصافحہ ص ۹۷، مشکوٰۃ، ص: ۴۰۱-۴۰۲م

Marfat.com

کیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا لَقِیَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَاَخَذَ بِیَدِہٖ فَصَافَحَہٗ تَنَاثَرَتْ خَطَایَاھُمَا کَمَا تَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ۔

ترجمہ: جب مسلمان سے مسلمان مل کر سلام کرتا اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے ان کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں کے پتے۔

حدیث: سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا لَقِیَ اَخَاہُ فَاَخَذَ بِیَدِہٖ تَحَاتَّتْ عَنْھُمَا ذُنُوْبُھُمَا۔

ترجمہ: مسلمان جب اپنے بھائی سے مل کر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے، ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

حدیث: انس رضی اللہ تعالے عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوا میمون بن موسیٰ مرئی بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں اور نیز ابو یعلیٰ و بزار نے روایت کی۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ الْتَقَیَا فَاَخَذَ اَحَدُھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَحْضُرَ دُعَاءَھُمَا وَلَا یُفَرِّقَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمَا حَتّٰی یَغْفِرَ لَھُمَا۔

ترجمہ: جب دو مسلمان ملاقات کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں، اللہ تعالے پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے گناہ بخش دے۔

حدیث: براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ کہ احمد نے مسند

Marfat.com

اور ضیاء نے مختارہ میں بسند صحیح روایت کی حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَیُّمَا مُسْلِمَیْنِ اِلْتَقَیَا فَاَخَذَ اَحَدُهُمَا بِیَدِ صَاحِبِهٖ وَ تَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ جَمِیْعًا تَفَرَّقَا وَلَیْسَ بَیْنَهُمَا خَطِیْئَةٌ

ترجمہ: جو دو مسلمان آپس میں مل کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور مصافحہ کریں اور دونوں حمد الٰہی بجالائیں، بے گناہ ہو کر جدا ہوں

نیز حدیث: براء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ بیہقی نے بطریق یزید بن براء تخریج کی۔ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَلْقیٰ مُسْلِمٌ مُسْلِمًا فَیُرَحِّبُ بِهٖ وَیَأْخُذُ بِیَدِهٖ اِلَّا تَنَاثَرَتِ الذُّنُوْبُ بَیْنَهُمَا کَمَا یَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ

ترجمہ: جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے اور ہاتھ ملائے، ان کے گناہ برگ درخت کی طرح جھڑ جائیں۔

اقول: اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ الفاظ وحدت ید میں نص ہیں۔ تاہم ان حدیثوں میں منکرین کے لئے حجت نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ مقام ترغیب و ترہیب میں غالبًا ادنیٰ کو بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب اس قدر پر یہ ثواب یا عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہوگا۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس سے زائد مندوب یا محذور نہیں۔ ترہیب کی مثال تو یہ لیجئے۔

ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ اَعَانَ عَلیٰ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ کَلِمَةٍ لَقِیَ اللّٰهَ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْهِ آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ۔

ترجمہ، جو کسی مسلمان کے قتل پر آدھی بات کہہ کر اعانت کرے

Marfat.com

اللہ سے اس حالت پر ملے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو خدا کی رحمت سے ناامید۔

کیا اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ آدھی بات کہہ کر اعانت کرے تو مستحق عذاب، اور ساری بات سے مدد کرے تو نہیں؟۔

یہاں محل ترغیب ہے۔ زیادہ مثالیں اسی کی سُنیے — مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں ایک پیسہ دے اللہ تعالےٰ اس پر رحمت فرمائے۔ اس کے یہ معنیٰ نہ ہوں گے کہ دو پیسے دے گا تو رحمت نہ ہو گی۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور امام مالک مؤطا میں بطریق سعید بن یسار مرسلاً اور طبرانی و ابن حبان ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور معجم کبیر میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے راوی۔

وَھٰذَا حَدِیْثُ ابنِ حِبَّان فِی صَحِیحِہٖ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللہَ لَیُرَبِّی لِاَحَدِکُمُ التَّمْرَۃَ وَاللُّقْمَۃَ کَمَا یُرَبِّی اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ اَوْ فَصِیلَہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔

یعنی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ کی راہ میں دے اللہ تعالےٰ سے ایسا بڑھاتا اور پالتا ہے جیسے آدمی اپنے بچھیرے یا بچھڑے کو پرورش کرے، یہاں تک کہ بڑھ کر کوہِ احد کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور صحاح میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لفظوں ہیں: — قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ [1]

ترجمہ، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو ایک چھوہارے برابر پاک مال سے خیرات کرے اور اللہ تعالٰے قبول نہیں کرتا مگر پاک کو، تو رب عزوجل اسے اپنے داہنے دستِ قدرت سے قبول فرماتا ہے۔

کوئی احمق سے احمق بھی ان حدیثوں سے یہ معنٰی نہ سمجھے گا، کہ ایک چھوہارے یا ایک ہی نوالہ کی خصوصیت ہے۔ ایک دے گا تو قبول بھی ہوگا، اور ثواب بھی بڑھے گا۔ جہاں دو یا زائد دیے پھر نہ قبول کی توقع نہ ثواب کی ترقی ——— نہیں نہیں بالیقین یہی معنی ہیں کہ ایک لقمہ یا ایک خرما بھی ان نیک جزاؤں کا باعث ہے۔ یوں ہی اُن احادیث کا یہ مضمون نہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوگا تو وہ ثواب ملے گا دو ہاتھ سے کیا اور نا جائز ہوا یا اجر گیا۔ بلکہ برتقدیر مذکور [2] اُن کا اسی قدر مفاد کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ بھی اس جزائے نیک کے لیے کافی ہے۔

قسم دوم: وہ احادیث جن میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔

حدیث: حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالٰے عنہا کہ سنن ابی داؤد

---

[1] بخاری شریف جلد اول باب الصدقہ من کسب طیب ص ۱۸۹، مسلم شریف جلد اول ص ۳۲۶، ترمذی شریف جلد اول باب فی فضل الصدقہ ص ۸۴، کذا فی کتب اُخر من الصحاح ۱۲ م

[2] یعنی اس تقدیر پر کہ وہ الفاظ ارادۂ وحدتِ یدین فرض کرلیے جائیں

Marfat.com

میں بروایت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی
كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْهُ بِيَدِهٖ
فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا۔

ترجمہ: جب حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قیام فرماتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے یہاں تشریف لیجاتے وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور دستِ اقدس لے کر بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔

حدیث: معجم کبیر طبرانی: —— عَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ الْاَعْمٰی قَالَ
لَقِیَنِیَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَصَافَحَنِیْ وَضَحِكَ
فِیْ وَجْهِیْ فَقَالَ تَدْرِیْ لِمَ اَخَذْتُ بِیَدِكَ قُلْتُ لَا
اِلَّا اَنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ لَمْ تَفْعَلْهُ اِلَّا لِخَیْرٍ، فَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى
اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَنِیْ فَفَعَلَ بِیْ ذٰلِكَ الحدیث۔

یعنی ابی داؤد اعمیٰ نے کہا، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ملے میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسے پھر فرمایا تو جانتا ہے میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟۔ میں نے عرض کی نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتر ہی کے لئے ایسا کیا۔ فرمایا بیشک نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مجھ سے ملے تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔

Marfat.com

اقول: یہ بھی اصلاً قابلِ استناد نہیں، قطع نظر اس سے کہ یہ حدیثِ طبرانی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ ابو داؤد اعمیٰ رافضی سخت مجروح متروک ہے۔ امام ابن معین نے اسے کاذب کہا اور حدیثِ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ممکن کہ ہاتھ پکڑنا بوسہ دینے کے لئے ہو۔

بہر حال ان میں نہیں مگر وقائع جزئیہ کی حکایت اور عقلاً و نقلاً مُبرہن و ثابت کہ وہ حکم عام کو مفید نہیں۔ ہزار جگہ ائمہ دین کو فرماتے سنیے گا۔

وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهَا قَضِيَّةُ عَيْنٍ فَلَا تَعُمُّ

ترجمہ:۔ واقعہ حال کے لئے عموم نہیں اور قضیۂ معین عام نہیں ہوتا ہے۔ ۱۲۔ مترجم

خلاصہ یہ کہ ان سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا، یا ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہئے بلکہ صرف اتنا مستفاد کہ اس بار ایسا ہوا۔ پھر کسی واقعے میں دو امروں سے ایک کا وقوع کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ جو واقع ہوا دوسرے سے افضل تھا۔ بوجہ فضیلت اسے اختیار کیا۔ کبھی یوں کہ دونوں مساوی تھے۔ ایک مساوی کر لیا۔ کبھی یوں کہ وہ دوسرا ہی افضل تھا اور اس واقعے میں بیانِ جواز کے لئے یہ مفضول صادر ہوا۔ کبھی یوں کہ اس پر کوئی ضرورت حامل تھی ——

اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاِحْتِمَالَاتِ الْكَثِیْرَةِ الشَّائِعَةِ الَّتِیْ لَا تُبْقِی لِلْاِسْتِدْلَالِ عَیْنًا وَلَا اَثَرًا

اس کے علاوہ بہت سے احتمالات مشہورہ ہیں، جو ہمارے خلاف استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ۱۲ م

Marfat.com

اسی لئے جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں، وہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو۔ ورنہ بالاجماع ماعدا سے نفی حکم کو مفید نہ ہو گا۔ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْاُصُوْل

جیسا کہ علمائے اصول نے اس پر نص قائم کی ہے۔ ۱۲

قسم سوم: وہ روایات جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔ یہ البتہ قابل لحاظ ہیں کہ اگر کچھ ہوئے استناد نکل سکتی ہے تو انہیں میں سے، یہ دو حدیثیں ہیں۔

حدیث اول، جامع ترمذی میں ہے۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمِ الطَّائِفِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ [۱]

ترجمہ، یعنی نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا تحیت کی تمامی میں سے ہے ہاتھ میں ہاتھ لینا۔

اقول، یہ حدیث بھی لائق احتجاج نہیں — اولاً: اس کی سند ضعیف ہے، جس میں "عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ" ایک مجہول واقع،

ثانیاً: امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری نے یہ حدیث تسلیم نہ فرمائی اور اس کے غیر محفوظ ہونے کی تصریح کی۔ یحیٰی بن مسلم طائفی رحمۃ اللہ علیہ جن پر اس حدیث کا مدار ہے — كَمَا فِي التِّرْمِذِيِّ [۲] علمائے محدثین ان کا حافظہ برا بتاتے ہیں۔ كَمَا فِي التَّقْرِيْبِ۔ امام بخاری کہتے ہیں، میرے نزدیک یہاں بھی ان کے حفظ نے

---

[۱] ترمذی شریف ج ۲ ص: ۹۷ [۲] جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ ۱۲ م

Marfat.com

غلطی کی۔ انہوں نے سند مذکور سے حدیث۔ لَا سَمَرَ اِلَّا لِمُصَلٍّ اَوْ مُسَافِرٍ ؎ (رات کی گفتگو صرف نمازی یا مسافر کے لئے جائز ہے۔ یعنی بعد نمازِ عشاء باتیں کرنا۔ سَمَر کے معنیٰ رات میں بات کرنا ہے۔ ۱۲م)۔ سُنی تھی بھول کر اس کی جگہ یہ روایت کر گئے۔ حالانکہ یہ تو صرف عبدالرحمٰن بن یزید یا اور کسی شخص کا قول ہے۔ نَقَلَهُ التِّرْمِذِی

ثالثاً: اقول و باللہ التوفیق اس سب سے درگزریئے اور ذرا غور و تأمل سے کام لیجئے، تو یہ حدیث دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا پتا دیتی ہے کہ اس میں اَخذ بالید بصیغۂ مفرد کو تمامی تحیت کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر تمامی و انتہا ہے۔ تحیت کی ابتدا سلام اور مصافحہ تمام اور ایک ہاتھ ملانا، اسی تمامی کا ایک ٹکڑا،

لہٰذا جامع ترمذی میں حدیثِ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لفظوں سے آئی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ——
تَمَامُ تَحِيَّتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ ؎۲ —— تمہارے آپس میں تحیت کا تمام مصافحہ ہے —— یہاں "مِنْ تَبْعِيْضِيَّہ" نہ لایا گیا۔ کہ صرف ایک ہاتھ کا ذکر نہ تھا، جو ہنوز تمامی کا بقیہ باقی ہو —— وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

حدیث دوم: وہی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی طرف امام ہمام، فقیہ الانام، قاضی خاں قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا۔ جامع ترمذی میں ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ

؎ ترمذی ج۲ ص۹۷، ؎۲ ترمذی ج۲ ص۹۷،

Marfat.com

اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْصَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ فَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ قَالَ نَعَمْ [1]

ترجمہ: یعنی ایک شخص نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے عرض کی۔ یارسول اللہ ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست ملے تو کیا اس کے لئے جھکے۔ فرمایا نہیں، عرض کی اسے گلے لگائے اور پیار کرے۔ فرمایا نہیں، عرض کی اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا۔ ہاں"۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن بتایا، بخلاف اول کہ خود ترمذی نے امام بخاری سے اس کی تضعیف نقل کردی تھی۔ تو ثابت ہوگیا کہ حضرات مخالفین اگر سند لائیں گے تو اسی حدیث انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے باقی خیریت —— لہٰذا امام ممدوح قدس سرہٗ نے اسی حدیث کی تخصیص فرمائی۔

اَب بحمد اللہ تعالٰے جوابِ جنابِ امام ہمام قدس سرہٗ کی توضیح سُنئے —— ظاہر ہے کہ افراد ید سے اس حدیث خواہ کسی حدیث میں اگر نفی یدین پر استدلال ہوگا تو لاجرم بطریق مفہوم مخالف ہوگا اور وہ محققین کے نزدیک حجت نہیں۔ جس کی بحث کتبِ اصول میں ختم ہوچکی۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔ اولاً: قرآن عزیز میں ہے بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [2] —— ترجمہ

---

[1] ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۷، [2] پ ۳ سورہ آل عمران، ع ۱۰، ۱۲م

Marfat.com

تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے؟ — معاذ اللہ دوسرے میں نہیں۔

ثانیاً: احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی حضرت سیدنا سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ یَا رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ۔ الحدیث[1]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے جنت والو! عرض کریں گے لبیک اے رب ہمارے ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔

اسی طرح تفسیر مقام محمود میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادۂ تصحیح اور طبرانی وابن مندہ نے روایت کی ——— یوں آئی[2]

یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ فَاَوَّلُ مَدْعُوٍّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ۔ الحدیث۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو کوئی کلام نہ کرے گا، سب سے پہلے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا ہوگی۔ حضور عرض کریں گے الٰہی میں حاضر ہوں خدمتی ہوں۔ تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔

---

[1] ترمذی شریف ج ۲ ص: ۷۹۔ [2] اس کے الفاظ یوں ہیں۔ ۱۲م

Marfat.com

ابن مندہ نے کہا ـــــ حَدِیْثٌ مُجْمَعٌ عَلٰی صِحَّةِ اِسْنَادِہٖ وَثِقَةِ رِجَالِہٖ ـــــ اس حدیث کی صحت اسناد وعدالت رُوات پر اجماع ہے

یوہیں حدیث بعث النار میں اللہ تعالٰی کا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو ندا فرمانا ـــــ اور ان کا جواب میں لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ عرض کرنا مروی ـــــ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ

کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ اس آیت کے مخالف ہیں؟۔

ثالثًا: اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے ـــــ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ [1]

ترجمہ: ـــــ تو فرما، بیشک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

کیا اس کے یہ معنٰی ہیں کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے؟۔

رابعًا: فرماتا ہے ـــــ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ ـــــ ترجمہ اسی کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔

کیا معاذ اللہ دوسرے ہاتھ میں مالکیت و مقدرت نہیں؟۔

خامسًا: دیلمی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یَدُ اللّٰہِ مَبْسُوْطَةٌ ترجمہ: اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے

کیا معاذ اللہ اس کا یہ مفہوم کہ ایک ہی ہاتھ کشادہ ہے؟۔ [2]

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتَانِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ

ترجمہ: بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں خرچ فرماتا ہے جیسے چاہے۔

سادسًا: حدیث میں ہے۔ یَدُ اللّٰہِ مَلْاٰی۔ اللہ تعالٰی کا ہاتھ غنی ہے

کیا دوسرے ہاتھ سے غنا منفی ہے؟۔

سابعًا: یَدُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ـــــ ترجمہ: اللہ ہی کا ہاتھ اونچا ہے

کیا عیاذًا باللہ ایک ہی ہاتھ بلند و بالا ہے؟۔

---

[1] سورہ آل عمران پ ۳۔ ع ۵۔ [2] سورہ مائدہ پ ۶، ع ۱۲۔ ۱۱

ثامنًا: قَالَ تَعَالیٰ: اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا۔ [1]

ترجمہ: کافر ایسی اندھیری میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے،
کیا اس کے یہ معنی کہ دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آئیں گے۔

تاسعًا: قَالَ تَعَالیٰ: خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ [2]

ترجمہ: اپنے ہاتھ میں جھاڑو لیکر مار ، اور قسم جھوٹی نہ کر۔

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اب بھی باقی ہے یعنی اگر مثلاً کسی نے غصے میں قسم کھائی کہ زید کو سو لکڑیاں ماروں گا۔ اب غصہ فرو ہوا، چاہتا کہ قسم بھی سچی ہو اور زید ضرب شدید سے بچے بھی تو جھاڑو وغیرہ کی سو شاخیں جمع کرکے اسی طرح زید کے بدن پر مارے کہ وہ سب جسم پر جدا جدا پہونچیں۔ کیا اگر دونوں ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماریں تو اس ارشاد کا خلاف ہوگا۔

عاشرًا: قَالَ تَعَالیٰ: یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ [3]

ترجمہ: جزیہ دیں ہاتھ سے ذلیل ہوکر ـــــ کیا اگر دونوں ہاتھ سے دیں تو تعمیل حکم نہ ہو؟۔

حادی عشر: بخاری و ابوداؤد و نسائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما، اور احمد و ترمذی و نسائی و حاکم و ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ۔ [4]

ترجمہ: مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اس کے زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں
کیا اس کے یہ معنی کہ ایک ہاتھ سے امان میں ہوں، اور دوسرے

---

[1] سورۂ نور پ ۱۸، ع ۱۰ [2] سورۂ ص پ ۲۳، ع ۱۲ [3] سورۂ توبہ پ ۱۰، ع ۱۰۔
[4] بخاری شریف ج ۱ ص ۶، ترمذی شریف ج ۲ ص ۸۷، ابواب الایمان، مشکوٰۃ ص ۱۲ ج ۱ ۱۲م

سے ابدا ہیں؟ ـــــــــــ
ثانی عشر: احمد و بخاری مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی ـــ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ۔
ترجمہ: کسی نے کبھی کھانا اس سے بہتر نہ کھایا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کمائے
اور احمد بسند صحیح اور طبرانی و حاکم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰے عنہ، اور نیز طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اَطْیَبُ الْکَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ ـــــ ترجمہ: سب میں بہتر کمائی آدمی کی اپنے ہاتھ کا کسب ہے۔
کیا اگر دونوں ہاتھ کا کسب ہو تو وہ کھانا اس فضل سے باہر ہے؟
ثم اَقُوْلُ، بلکہ بارہا لفظ یَدْ بصیغۂ مفرد لاتے اور دونوں ہاتھ مراد ہوتے ہیں ـــــ (۱) یَدُ اللّٰہِ مَبْسُوْطَۃٌ (۲) یَدُ اللّٰہِ مَلْاٰی (۳) یَدُ اللّٰہِ ہِیَ الْعُلْیَا (۴) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ، میں یہی معنٰی مراد ہیں[له] (۵) حدیث عَمَلُ یَدِیْہِ بھی ایسے ہی موقع پر وارد کہ غالباً کسب انسان دونوں ہاتھ سے ہوتا ہے اسی حدیث مقدام کی اسی صحیح بخاری میں دوسری روایت مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ ہے (۶) اسی طرح حاکم وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود

له (۱) اللہ جل مجدہٗ کا دستِ قدرت کشادہ ہے (۲) دست قدرت بھرا ہوا ہے (۳) دست قدرت ہی بلند و برتر ہے (۴) مسلمان وہ ہے جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے (۵) اس کے دونوں ہاتھ کا کسب ۱۲ م

Marfat.com

رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی۔ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعا میں عرض کرتے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُہٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُہٗ بِیَدِکَ ۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں ان سب بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں، ان سب برائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں۔
یہ حدیث دونوں جگہ دونوں طور پر مروی ہوئی۔ بِیَدِکَ اور بِیَدَیْکَ۔ (۷) صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی، حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
اِنَّ دَاوٗدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ ۔ داؤد نبی علیہ الصلاۃ والسلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے عمل سے۔
اور یوہیں حدیث مقدام کے تتمہ میں احمد و بخاری نے روایت کیا۔
اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ

بیشک داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے عمل سے ہی کھاتے تھے۔ ۱۲م

سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کا عمل قرآن عظیم سے معلوم ہے کہ زرہیں بناتا تھا۔ اور وہ دوہی ہاتھ سے ہوتا ہے۔
لہٰذا صحیح بخاری میں دونوں حدیثوں کی دوسری روایتیں بلفظ "یَدَیْہِ" آئیں ——— پس ثابت ہوا کہ بہت جگہ یَدْ و یَدَیْن میں کچھ فرق نہیں کرتے، اور بے تکلف تثنیہ کی جگہ مفرد لاتے اور ایک ہی امر میں کبھی تثنیہ کبھی مفرد بولتے ہیں۔ پھر افراد کو نفی تثنیہ کی

Marfat.com

دلیل سمجھنا کس قدر عقل سے بعید ہے۔
ثُمَّ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ میں موارد استعمال اور مواقع
خاصہ سے استدلال کرتا ہوں وہ قاعدہ ہی کیوں نہ ذکر کردوں، جو
خاص اسباب میں ائمہ عربیت نے وضع کیا اور ایسے الفاظ میں
تثنیہ وافراد یکساں ہونے کا ہمیں عام ضابطہ دیا —— علامہ
زین بن نجیم مصری قدس سرہ نے جہاں خطبۂ اشباہ میں فرمایا—
اَعْمَلْتُ بَدَنِيْ اِعْمَالَ الْجِدِّ مَا بَيْنَ بَصَرِيْ وَيَدِيْ وَظُنُوْنِيْ۔

میں اپنے بدن کو کوشش کے کام میں لایا جو میری آنکھ، ہاتھ اور گمان کے درمیان ہے ۱۲م

اس پر علامہ ادیب سیدی احمد حموی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا۔
اَطْلَقَ الْيَدَ وَاَرَادَ الْيَدَيْنِ لِاَنَّهٗ اِذَا كَانَ الشَّيْئَانِ لَا يَفْتَرِقَانِ
مِنْ خَلْقٍ اَوْ غَيْرِهٖ اَجْزَأَ مِنْ ذِكْرِهِمَا ذِكْرُ اَحَدِهِمَا كَالْعَيْنِ
تَقُوْلُ كَحَلْتُ عَيْنِيْ وَاَنْتَ تُرِيْدُ عَيْنَيْكَ وَمِثْلُ الْعَيْنَيْنِ الْمَنْخَرَيْنِ[۱]
وَالرِّجْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ تَقُوْلُ لَبِسْتُ خُفِّيْ تُرِيْدُ خُفَّيْكَ
كَذَا فِيْ شَرْحِ الْحَمَاسَةِ۔

ترجمہ، یعنی مصنف نے لفظ ید بولا اور مراد دونوں ہاتھ ہیں کہ دو
چیزیں جب آپس میں جدا نہ ہوتی ہوں خواہ اصل پیدائش میں (جیسے ہاتھ،
پاؤں، آنکھ، کان) یا اور طرح (جیسے موزے جوتے دستانے کہ جوڑا
ہی مستعمل ہوتا ہے) تو ان میں کا ایک ذکر دونوں کے ذکر کا کام دیتا ہے، کہتے
ہیں آنکھ میں سرمہ لگایا، اور مراد دونوں آنکھوں میں لگانا ہوتا ہے۔ یوہیں
نتھنے قدم موزے کفش تو کہتا ہے میں نے موزہ پہنا اور مراد یہ کہ دونوں موزے
پہنے۔ اسی طرح شرح حماسہ میں ذکر کیا۔

[۱] المنخرین الی اخرہ کذا ھو فی نسختی الغمز والظاھر الترقع —— منہ

Marfat.com

میں کہتا ہوں یہ محاورہ نہ فقط عرب بلکہ فارس، ہند میں بھی بعینہا رائج، جیسا کہ مطالعۂ اشعار سابقین ولاحقین سے واضح ولائح خیر یہ تو ایک خاص قاعدہ تھا علامہ ممدوح نے اس سے چند سطر اوپر اس سے عام تر تصریح فرمائی کہ اِسْتِعْمَالُ الْمُفْرَدِ مَوْضِعَ الْمُثَنّٰی عَرَبِیٌّ شَائِعٌ سَائِغٌ ـــــ ترجمہ یعنی تثنیہ کی جگہ مفرد لانا اہل عرب میں مشہور ومقبول ہے۔ اور اس کی سند میں ابوذویب کا شعر پیش کیا ؎

فَالْعَیْنُ بَعْدَھُمْ کَاَنَّ حِدَاقَھَا سُمِلَتْ بِشَوْکٍ فَھِیَ عُوْرٌ تَدْمَعُ

ان ممدوحین کے بعد آنکھ گویا اس کی پتلیاں کانٹے سے پھوڑ دی گئی ہیں تو وہ اندھی ہو کر آنسو بہا رہی ہیں۔ ۱۲ م

دیکھو! اس نے ایک آنکھ کہا، اور دونوں مراد لیں ـــــ لہٰذا حِداق کو جمع لایا ورنہ ایک آنکھ میں چند حدقے نہیں ہوتے۔ اب تو اوہام جاہلانہ کا کوئی محل ہی نہ رہا۔ اور حدیث سے استناد کا بھرم کھل گیا ـــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ثُمَّ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ: سب سے قطع نظر کیجئے اور بفرض غلط مان ہی لیجئے کہ لفظ "الید" کا مفہوم مخالف نفی یدین ہوتی ہے تاہم حدیث مذکور محل استناد منکرین یعنی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس مفہوم کی گنجائش نہیں کہ وہاں تو لفظ ید بصیغۂ مفرد کلام امجد سیدا وحد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ہے ہی نہیں۔ سائل کے کلام میں ہے۔ اس نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا حکم پوچھا ـــــ فَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ ـــــ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرما دیا کہ ہاں جائز ہے۔ یہاں نہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ذکر

Marfat.com

نہ اس سے سوال، پھر اس کلام سے اس کی نسبت نفی نکالنا محض خیال محال، دنیا بھر کے مفہوم مخالف ماننے والے بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو، ورنہ بالاجماع نفی ماعدا مفہوم نہ ہوگی ـــــ صَرَّحَ بِهٖ اَئِمَّةُ الْاُصُوْلِ[1] ـــــ مثلاً کوئی سائل سوال کرے۔ صبح کی نماز میں قرارت جہری ہے یا نہیں؟ مجیب کہے ہاں! اس سے کوئی عاقل یہ نہ سمجھے گا کہ ماورائے صبح میں جہر نہیں، بلکہ جس قدر سے سوال تھا اسی قدر سے جواب دیا گیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ دو سرے معنی ہیں۔ کلام امام قاضی خاں قدس سرہٗ کے کہ اورا مفہوم نیست یعنی اس حدیث میں مفہوم مخالف کا سرے سے محل ہی نہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ثُمَّ اَقُوْلُ، بہ اس وقت ہے کہ حدیث مذکور کو قابل احتجاج مان بھی لیں ورنہ اگر نقد و تنقیح پر آئیے تو وہ ہرگز نہ صحیح نہ حسن بلکہ ضعیف منکر ہے۔ مدار اس کا حنظلہ بن عبداللہ سدوسی پر ہے اور حنظلہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ تَرَكْتُهٗ عَمَدًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ ـــ میں نے اسے عمداً ترک کیا، صحیح الحواس نہ رہا تھا ـــــ امام احمد نے فرمایا۔ ضعیف منکر الحدیث ہے ـــــ يُحَدِّثُ بِاَعَاجِيْبَ ـــــ تعجب خیز روایات لاتا ہے ـــــ امام یحییٰ بن معین نے کہا ـــــ لَيْسَ بِشَيْءٍ تَغَيَّرَ فِيْ اٰخِرِ عُمُرِهٖ ـــــ کوئی چیز نہ تھا، آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا ـــــ امام نسائی نے کہا ضَعِيْفٌ۔ ایک بار فرمایا ـــــ لَيْسَ بِقَوِيٍّ، ذَكَرَ كُلَّ ذٰلِكَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ[2] ـــ یوہیں

---

[1] ـــــ ائمہ اصول نے اس کی صراحت کر دی ہے۔ ۱۲م

[2] ـــــ وہ قوی نہیں، ہر ایک کو امام ذہبی نے میزان میں بیان کیا۔ ۱۲م

Marfat.com

امام ابوحاتم نے کہا قوی نہیں ـــــ فی المغنی للامام الذہبی حنظلۃ السدوسی صاحب انس ضعفہ س. وقال ابوحاتم لیس بالقوی ـــــ لاجرم امام خاتم الحفاظ نے تقریب میں اس کے ضعف پر جزم فرمایا ـــــ حیث قال حنظلۃ السدوسی ـــــ ابوعبدالرحیم ضعیف ـــــ اگر کہیے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی اقول، ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کیے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ـــــ امام عبدالعظیم منذری کتاب الترغیب میں فرماتے ہیں۔ انتقد علیہ الحفاظ تصحیحہ لہ بل وتحسینہ ـــــ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں۔

ولہذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی [1] ـــــ یہاں تک امام محدث ابوالخطاب ابن دحیہ نے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں الحافظ المحدث المتقن کہا، تحسین ترمذی کی نسبت وہ کچھ تحریر فرمایا جو امام فخرالدین زیلعی نے نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ میں نقل فرما کر مقرر رکھا۔

حیث قال قال ابن دحیۃ فی العلم المشہور وکم حسن الترمذی فی کتابہ من احادیث موضوعۃ و اسانید واہیۃ منہا ہذا الحدیث اھ. یعنی حدیث عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی عدد تکبیرات العیدین۔ اور قاطع نزاع یہ ہے کہ خود اسی حدیث حنظلہ کو امام ائمۃ المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تصریحاً فرما دیا کہ منکر ہے۔ امام ذہبی مذہب میں

[1] اسی لئے ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔ ۱۲م

Marfat.com

لکھتے ہیں ـــــ حَنظَلَۃُ بْنُ عَبْدِاللہِ وَیُقَالُ ابْنُ عُبَیْدِ اللہِ وَقِیْلَ ابْنُ اَبِیْ صَفِیَّۃَ السَّدُوْسِیُّ وَاِمَامُ مَسْجِدِ بَنِیْ سَدُوْس بِالْبَصْرَۃِ اَبُوْعَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ یَحْیَی الْقَطَّانُ تَرَکْتُہٗ کَانَ قَدِ اخْتَلَطَ وَضَعَّفَہٗ اَحْمَدُ وَقَالَ یَرْوِیْ عَنْ اَنَسٍ مَنَاکِیْر مِنْہَا قُلْنَا اَیَعْنِیْ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ اھ ملخصًا

امام ہمام مرجع ائمۃ الحدیث کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین کب مقبول ہو سکتی ہے۔

بالجملہ بحمدہ تعالےٰ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ منکرین کے ہاتھ میں اصلاً کوئی حدیث نہیں۔ جس میں ان کے قول کی بو بھی نکل سکے۔ ثبوتِ ممانعت تو بڑی چیز ہے۔ اور اگر یہ حدیثیں اور ان جیسی ہزار اور ہوں، اور وہ بالفرض سب صحاح وحسان ہوں تاہم تحقیقاتِ بالا نے روشن کر دیا کہ اصلاً مفید انکار نہ ہوں گی۔ یہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دو نوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا یا ارشاد ہوا کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو، بغیر اس کے ثبوتِ ممانعت کا دعویٰ محض ہوس پکانا ہے یا جنون خام، والحمد للہ ولی الانعام۔

اب رہا یہ کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ثبوت کیا ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللہِ التَّوْفِیْقُ، اوّلاً: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ انہوں نے فرمایا، عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ اَلتَّشَہُّدَ۔ الحدیث۔

ترجمہ: حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لیکر مجھے التحیات تعلیم فرمائی۔

Marfat.com

امام المحدثین امام بخاری نے اپنی جامع صحیح کی کتاب الاستیذان میں مصافحہ کے لئے جو باب وضع کیا۔ اس میں سب سے پہلے اسی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نشان دیا۔ پھر اسی باب مصافحہ کے برابر دوسرا باب وضع کیا۔ بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْنِ یعنی یہ باب ہے دونوں ہاتھ میں ہاتھ لینے کا، اس میں بھی وہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسنداً روایت کی۔ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا یہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینا مصافحہ نہ تھا تو اس حدیث کو باب المصافحہ سے کیا تعلق ہوتا۔ صحیح بخاری کی اس تحریر پر دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت۔ ہاں اگر حضرات منکرین جس طرح ائمہ فقہ کو نہیں مانتے، اب امام بخاری کی نسبت کہہ دیں کہ وہ حدیث غلط سمجھتے تھے، ہم ٹھیک سمجھتے ہیں تو وہ جانیں اور ان کا کام،

معہذا مصافحہ دونوں جانب سے عنایت کف ملانا ہے اور یہ معنی اس صورت کَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ میں ضرور متحقق تو اس کے مصافحہ ہونے سے انکار پر کیا باعث رہا — بعض جہلا کا کہنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہی ہاتھ تھا۔ یہ محض جہالت وادعائے بے ثبوت ہے۔ دونوں طرف سے دونوں ہاتھ ملائے جائیں تو ایک کا ایک ہی ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا نہ کہ دونوں غلط — وَھٰذَا ظَاھِرٌ جِدًّا[1] اور جب حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دونوں ہاتھ کا ثبوت ہوا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے ثبوت نہ ہونا کیا زیر نظر رہا۔

---

[1] —— اور یہ بہت زیادہ ظاہر ہے۔ ۱۲م

Marfat.com

ثانیاً، اکابر علمائے عامہ کتب مثل خزانۃ الفتاوی، وفتاوی عالمگیریہ وفتاوی زاہدی ودر مختار ومنتقی شرح ملتقی ومنیۃ الفقہار وشرح نقایہ ورسالہ علامہ شرنبلالی ومجمع الانہر شرح ملتقی الابحر وفتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری وحاشیہ طحطاوی وحاشیہ شامی وغیرہا میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے ہندیہ میں ہے۔

یَجُوْزُ الْمُصَافَحَۃُ وَالسُّنَّۃُ فِیْھَا اَنْ یَّضَعَ یَدَیْہِ مِنْ غَیْرِ حَائِلٍ مِنْ ثَوْبٍ اَوْ غَیْرِہٖ۔ کَذَا فِیْ خِزَانَۃِ الْفَتَاوٰی۔

ترجمہ: مصافحہ جائز ہے۔ سنت اس میں یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طور پر رکھے کہ درمیان میں کوئی کپڑا یا اور کوئی چیز حائل نہ ہو ایسے ہی خزانۃ الفتاوی میں ہے۔ ۱۲م

شرح تنویر پھر حواشی الکنز للسید میں ہے۔ فِی الْقُنْیَۃِ اَلسُّنَّۃُ فِی الْمُصَافَحَۃِ بِکِلْتَا یَدَیْہِ۔ (قنیہ میں ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے ۱۲م) شرح متن الحلبی للعلامۃ العلائی، پھر رد المحتار میں ہے۔

اَلسُّنَّۃُ اَنْ تَکُوْنَ بِکِلْتَا یَدَیْہِ (سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے ۱۲م)

جامع الرموز میں ہے۔ اَلسُّنَّۃُ فِیْھَا اَنْ تَکُوْنَ بِکِلْتَا یَدَیْہِ کَمَا فِی الْمُنْیَۃِ،

ترجمہ، مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے جیسا کہ منیہ میں ہے۔ ۱۲م

شرح علامہ شیخی زادہ قاضی رومی میں ہے ——— اَلسُّنَّۃُ فِی الْمُصَافَحَۃِ بِکِلْتَا یَدَیْہِ۔

ترجمہ: مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے ۱۲م

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود۔

Marfat.com

ترجمہ، ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے اور چاہیے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

مخالفین کا یہ دعویٰ ہے کہ فقہاء کی جو بات ہم اپنے زعم میں حدیث کے خلاف سمجھیں گے اسے نہ مانیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے ارشادات کو اصلاً کسی حدیث کے مخالف نہیں بتا سکتے نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ مگر یہ کہیے کہ فقہ و فقہاء سے خالص عداوت ہے کہ اگرچہ ان کی بات میں ادعائے مخالفتِ حدیث کی راہ نہ پائیں تاہم قابل تسلیم نہیں جانتے۔

ثالثاً: صحیح بخاری شریف کے اسی باب مذکور میں ہے۔

صَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ۔

امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ تاریخ امام بخاری میں ہے۔

حَدَّثَنِيْ أَصْحَابُنَا يَحْيٰى وَغَيْرُهُ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ رَأَيْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَجَاءَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِمَكَّةَ فَصَافَحَهُ بِكِلْتَا يَدَيْهِ۔

ترجمہ، یعنی مجھ سے میرے اصحاب یحییٰ ابوجعفر بیکندی وغیرہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کو دیکھا اور ابن المبارک ان کے پاس مکہ معظمہ میں آئے تھے تو انہوں نے ان سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

یہ امام اجل حماد بن زید ازدی بصری قدس سرہٗ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں۔ انس بن سیرین و ثابت بنانی و عاصم بن بہدلہ و عمرو بن دینار و محمد بن واسع وغیرہم علمائے تابعین شاگردان حضرت انس بن مالک و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے علم حاصل کیا۔ اور اجلہ ائمہ محدثین و علمائے مجتہدین مثل

Marfat.com

امام سفیان ثوری وامام یحییٰ بن سعید قطان وامام عبدالرحمٰن بن مہدی و امام علی بن مدینی وغیرہم کہ امام بخاری وامام مسلم کے اساتذہ واساتذۃ الاساتذہ تھے۔ اس جناب کے شاگرد ہوئے۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرمایا کرتے۔

اَئِمَّۃُ النَّاسِ فِی زَمَانِھِمْ اَرْبَعَۃٌ سُفْیٰنُ بِالْکُوْفَۃِ وَمَالِکٌ بِالْحِجَازِ وَالْاَوْزَاعِی بِالشَّامِ وَحَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ بِالْبَصْرَۃِ۔

ترجمہ: مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہیں۔ کوفہ میں سفیان حجاز میں مالک، شام میں اوزاعی، بصرہ میں حماد بن زید۔

اور یہ بھی فرماتے

مَارَأَیْتُ اَعْلَمَ مِنْ مَالِکٍ وَسُفْیٰنَ وَحَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ

ترجمہ: میں نے مالک وسفیان وحماد بن زید سے زیادہ کوئی علم والا نہ دیکھا۔

اور یہ بھی فرماتے کہ:

مَارَأَیْتُ بِالْبَصْرَۃِ اَفْقَہَ مِنْہُ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالسُّنَّۃِ مِنْہُ

ترجمہ: میں نے بصرے میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ دیکھا اور میں نے ان سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ پایا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے — حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ مِنْ اَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ — حماد بن زید مسلمانوں کے اماموں سے ہیں۔ اس جناب نے ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ جس دن انتقال ہوا یزید بن زریع بصری کو خبر پہونچی۔ فرمایا۔ اَلْیَوْمَ مَاتَ سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ آج مسلمانوں کے سردار نے انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔

ذَکَرَ کُلَّ ذٰلِکَ الْاِمَامُ الذَّھَبِی فِی تَذْھِیْبِ التَّھْذِیْبِ

ترجمہ: امام ذہبی نے ان میں سے ہر ایک کو تذہیب التہذیب میں ذکر فرمایا ۱۲

Marfat.com

اور دوسرے صاحب حضرت امام الائمہ علم الہدیٰ شیخ الاسلام عبداللہ بن مبارک مروزی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ عالم میں کون سا دُرِّے لکھا پڑھا ہے جو اس جناب کی جلالت شان و رفعت مکان سے آگاہ نہیں۔ وہ بھی اجلہ ائمہ تبع تابعین سادات محدثین کبرائے مجتہدین اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الاساتذین اور ہمارے امام اعظم کے خاص شاگردان و مستفیدین سے ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

علمائے دین فرماتے ہیں۔ تمام جہان کی خوبیاں اللہ تعالٰی نے ان میں جمع فرمادی تھیں قَالَهُ فِي التَّقْرِيبِ اور فرماتے ہیں جہاں عبداللہ بن مبارک کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمت الٰہی اترتی ہے ذَکَرَهُ الْمُنْذِرُ قَانِي وَغَيْرُهُ ان کا کچھ تذکرہ دیکھنا چاہو تو سردست شاہ عبدالعزیز صاحب کی بستان المحدثین ہی دیکھو۔

ہم نے بحمداللہ تعالٰی خاص صحیح بخاری سے ایسے دو امام جلیل تبع تابعین سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت کر دیا۔ مخالف بھی تو کہیں سے ممانعت ثابت کرے یا ایسے حضرات تبع تابعین پر بھی معاذ اللہ بدعت و مخالفت سنت کا گمان ہوگا یا اقرار کر دیجئے گا کہ وہ بھی حدیث و سنت نہ جانتے تھے۔ محدث مجتہد جو کچھ ہیں بس آپ ہی تیرہ صدی کی تھان چند جاہلان ہندی وطن۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

رابعاً: ان حضرات کا داب کلی ہے کہ جس امر پر اپنی قاصر نظر ناقص تلاش میں حدیث نہیں پاتے اس پر بے اصل و بے ثبوت ہونے کا حکم لگا دیتے اور اس کے ساتھ ہی صرف اس بنا پر اسے ممنوع و ناجائز ٹھہرا دیتے ہیں۔ پھر اس طوفان بے ضابطگی کا وہ جوش ہوتا ہے کہ اس اپنے نہ پانے کے مقابل علماء و مشائخ کی تو کیا گنتی حضرات عالیہ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے

Marfat.com

ارشادات بھی پایۂ اعتبار سے ساقط اور ان کے احکام کو بھی یوہیں معاذاللہ باطل وغیر ثابت بتاتے ہیں۔ یہ وہ جہالت بے مزہ ہے جسے کوئی ادنیٰ عقل والا بھی قبول نہیں کرسکتا ان حضرات سے کوئی اتنا پوچھنے والا نہیں کہ تکے آمدی دکے پیر شدی "بڑے بڑے اکابر محدثین ایسی جگہ لَمْ اَرَہٗ وَلَمْ اَجِدْہٗ پر اقتصار کرتے ہیں یعنی ہم نے نہ دیکھی ہمیں نہ ملی۔ نہ کہ تمہاری طرح عدم وجدان کو عدم وجود کی دلیل ٹھہرادیں صاحبو! لاکھوں حدیثیں علماء اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً تدوین میں بھی نہ آئیں۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔ امام مسلم کو تین لاکھ پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔ امام احمد کو دس لاکھ محفوظ تھیں مسند میں فقط تیس ہزار ہیں۔ خود شیخین وغیرہما ائمہ سے منقول کہ ہم سب احادیث صحاح کا استیعاب نہیں چاہتے۔ اور اگر ادعائے استیعاب فرض کیجئے تو لازم آئے کہ افراد بخاری امام مسلم اور افراد مسلم امام بخاری اور صحاح افراد سنن اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک صحیح نہ ہوں۔ اور اگر اس ادعا کو آگے بڑھایئے تو یوہیں صحیحین کی وہ متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نسائی نے مجتبیٰ میں داخل نہ کیا ان کے نزدیک علیہ صحت سے عاری ہوں۔ وَھُوَ کَمَا تَرٰی۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔

مَامِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ اَکْثَرُ حَدِیْثًا عَنْہُ مِنِّیْ اِلَّا مَاکَانَ مِنْ عَبْدِاللہِ بْنِ عَمْرٍو فَاِنَّہٗ کَانَ یَکْتُبُ وَلَا اَکْتُبُ۔

ترجمہ۔ اصحاب نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں کسی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کیں۔ سوا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے وہ لکھ لیا کرتے اور میں نہ لکھتا۔

Marfat.com

دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاف فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں۔ حالانکہ تصانیف محدثین میں ان کی حدیثیں ان کی احادیث سے بدرجہا کم ہیں عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صرف سات سو حدیثیں پائی گئیں اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پانچ ہزار تین سو۔ علامہ قسطلانی ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں۔

يُفْهَمُ مِنْهُ جَزْمُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِاَنَّهُ لَيْسَ فِي الصَّحَابَةِ اَكْثَرُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ اِلَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو مَعَ اَنَّ الْمَوْجُوْدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَقَلُّ مِنَ الْمَوْجُوْدِ الْمَرْوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِاَضْعَافٍ لِاَنَّهُ سَكَنَ مِصْرَ وَكَانَ الْوَارِدُوْنَ اِلَيْهَا قَلِيْلًا بِخِلَافِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَاِنَّهُ اِسْتَوْطَنَ الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ مَقْصَدُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ وَرَوٰى عَنْهُ فِيْمَا قَالَهُ الْمُؤَلِّفُ نَحْوٌ مِنْ ثَمَانِ مِائَةِ رَجُلٍ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنَ الْحَدِيْثِ خَمْسَةُ اٰلَافٍ وَثَلٰثُ مِائَةِ حَدِيْثٍ وَوُجِدَ لِعَبْدِ اللهِ سَبْعُ مِائَةِ حَدِيْثٍ۔

ترجمہ: اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جزم ویقین سمجھ میں آتا ہے کہ صحابہ کرام میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اتنی کثیر تعداد میں حدیثیں روایت نہیں کیں، سوائے عبداللہ بن عمرو کے مگر اس کے باوجود عبداللہ بن عمرو کی مرویات ابوہریرہ سے کئی گنا کم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو مصر میں سکونت پذیر تھے اور احادیث کریمہ کی تلاش وجستجو کرنے والوں کا ورود وہاں بہت کم ہوتا تھا بخلاف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آپ کا تو مدینہ میں ہی قیام تھا۔ جو ہر چہار جانب سے مسلمانوں کا مرجع تھا حضرت مؤلف علیہ الرحمہ کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرنے والے

Marfat.com

لک بھگ آٹھ سو افراد تھے۔ اور حضرت ابو ہریرہ سے کل پانچ ہزار تین سو حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عمرو کی سات سو حدیث ملتی ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

اب کہیے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ ہزاروں حدیثیں کیا ہوئیں۔ اور کتب حدیث میں ان میں سے کتنی ہاتھ آئیں۔ بس اسی پر قیاس کر لیجئے اور یہیں سے ظاہر کہ ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کے مذہب پر اگر ان کتب میں حدیثیں نہ ملیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے مذہب پر واقع میں بھی حدیث نہیں۔ بلکہ اگر بخاری ومسلم اور ان کے امثال تصریح بھی کر دیں کہ فلاں مذہب امام ابو حنیفہ یا امام مالک پر کوئی حدیث نہیں تو بھی منصف ذی عقل کے نزدیک ان کے پاک مبارک مذہبوں میں اصلاً قادح نہیں ہو سکتا۔ آخر بخاری ومسلم کا علم محیط نہ تھا۔ کیا جو کچھ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور صحابہ نے امت مرحومہ تک پہنچایا اس سب کا علم بخاری ومسلم کو حاصل تھا۔ خود جلہ صحابہ کرام جو گاہ و بیگاہ سفر وحضر میں دائما بارگاہ عرش جاہ حضور رسالت پناہ علیہ وعلیہم صلوٰت اللہ میں حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفائے اربعہ و حضرت عبد اللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کل اقوال وافعال پر ہمیں اطلاع ہے۔ کتب احادیث پر جسے نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان حضرات پر بھی خفی رہیں تا بدیگرے چہ رسد" پھر بخاری ومسلم وغیرہما کیونکر علم کل کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ نفی کریں بھی تو اس کا محصل صرف اپنے علم کی نفی ہوگا یعنی ہمیں نہیں معلوم، پھر اس سے واقع میں حدیث نہ ہونا

Marfat.com

در کنار، یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ابو حنیفہ و مالک کو بھی اپنے مذہب پر حدیث نہ معلوم ہو۔ ان کا زمانہ زمانۂ اقدس سے قریب تر تھا۔ اور اس وقت تک زمانہ خیر القرون تھا۔ بوجہ قلت کذب و کثرت خیر سندیں نظیف اور وسائط کم تھے۔ ممکن کہ جو حدیثیں ابو حنیفہ و مالک کے پاس تھیں بخاری و مسلم کو نہ پہونچیں، ممکن کہ جو حدیثیں ان کے پاس بسند صحیح تھیں اب تک بذریعہ روایت ضعاف پہونچیں۔ پھر کیونکر ان کا نہ جاننا ان کے نہ جاننے پر قاضی ہو سکتا ہے۔ امام اجل ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنہیں محدثین اہل جرح و تعدیل بھی باآنکہ ان میں بہت کو حضرات حنفیہ کرام سے ایک تعنت ہے تصریحا صاحب حدیث منصف فی الحدیث و اتبع القوم للحدیث لکھتے بلکہ اپنے زعم میں امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی زیادہ محدث و کثیر الحدیث جانتے ہیں۔ امام ذہبی شافعی نے اس جناب کو حفاظ حدیث میں شمار اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامۃ فقیہ العراقین ذکر کیا) یہ ارشاد فرماتے ہیں

بارہا ہوتا کہ امام ایک قول ارشاد فرماتے کہ میری نظر میں حدیث کے خلاف ہوتا۔ میں جانب حدیث جھکتا۔ بعد تحقیق معلوم ہوتا کہ حضرت امام نے اس حدیث سے فرمایا ہے جو میرے خواب میں بھی نہ تھی۔ امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِتَفْسِیْرِ الْحَدِیْثِ وَ مَوَاضِعِ النُّکَتِ الَّتِیْ فِیْہِ مِنَ الْفِقْہِ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَ قَالَ اَیْضًا مَا خَالَفْتُہٗ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ فَتَدَبَّرْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُ مَذْھَبَہُ الَّذِیْ ذَھَبَ اِلَیْہِ اَنْجٰی فِی الْاٰخِرَۃِ وَکُنْتُ رُبَّمَا مِلْتُ اِلَی الْحَدِیْثِ فَکَانَ ھُوَ اَبْصَرَ بِالْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ مِنِّیْ وَ قَالَ کَانَ اِذَا صَمَّمَ عَلٰی قَوْلٍ دُرْتُ عَلٰی مَشَائِخِ الْکُوْفَۃِ ھَلْ اَجِدُ فِیْ تَقْوِیَتِہٖ قَوْلِہٖ حَدِیْثًا اَوْ اَثَرًا فَرُبَّمَا وَجَدْتُ الْحَدِیْثَیْنِ وَالثَّلٰثَۃَ فَاٰتَیْتُہٗ بِھَا فَمِنْھَا

Marfat.com

مَا يَقُوْلُ فِيْهِ هٰذَا غَيْرُ صَحِيْحٍ اَوْ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ فَاَقُوْلُ لَهٗ وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ مَعَ اَنَّهٗ يُوَافِقُ قَوْلَكَ فَيَقُوْلُ اَنَا عَالِمٌ بِعِلْمِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

ترجمہ: حضرت ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے احادیث کی تشریح اور فقہ کی نکتہ آفرینی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانکار شخص نہیں دیکھا۔ نیز انہوں نے فرمایا میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں ان سے مخالفت کی پھر میں نے اس میں غور و خوض کیا تو مجھے یہی محسوس ہوا کہ آخرت میں نجات دینے والا وہی مذہب ہے جس کی طرف امام ابو حنیفہ گئے ہیں۔ مجھ سے زیادہ حدیثوں پر ان کی نظر تھی۔ نیز فرمایا۔ جب وہ کسی بات پر اڑ جاتے تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوتا کہ اس قول کی تقویت میں مجھے کوئی حدیث یا اثر ملے تو بسا اوقات مجھے دو تین حدیثیں مل جاتیں تو میں ان کی خدمت میں لیکر حاضر ہوتا۔ آپ فرماتے اس میں یہ فلاں حدیث صحیح نہیں ہے یا غیر معروف ہے۔ میں عرض کرتا حضور یہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا حالانکہ یہ حدیثیں تو آپ کے قول کی تائید میں ہیں۔ تو فرماتے کوفہ والوں کے علم ہی سے تو مجھے علم ہوا ہے ——— ۱۲ مترجم

خیر ایک درجہ تو یہ ہوا۔

درجہ دوم: اب جو حدیثیں تدوین میں آئیں ان میں سے فرمائیے کتنی باقی ہیں، صدہا کتابیں کہ ائمہ دین نے تالیف فرمائیں محض بے نشان ہو گئیں۔ اور یہ آج سے نہیں ابتدا ہی سے ہے۔ امام مالک کے زمانے میں اسی علماء نے مؤطا لکھیں، پھر سوا مؤطائے مالک و مؤطائے ابن وہب کے اور بھی کسی کا پتا باقی ہے۔ امام مسلم کے زمانے کو ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک کے زمانے سے ایسا کتنا فاصلہ تھا۔ پھر بعض تصانیف مسلم کی نسبت امام ابن حجر نے حاکم سے نقل کیا کہ معدوم ہیں وعلیٰ ہذہ القیاس صدہا بلکہ ہزارہا تصانیف ائمہ

Marfat.com

کا کوئی نشان نہیں دے سکتا، مگر اتنا کہ تذکروں تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا

درجۂ سوم: اس سے بھی گزریئے جو کتابیں باقی رہیں ان میں سے کس خراب آباد ہند میں کے پائی جاتی ہیں۔ ذرا کوئی حضرت غیر مقلد صاحب اپنے یہاں کی کتب حدیث کی فہرست تو دکھائیں کہ معلوم ہو کس پونجی پر یہ اونچا دعویٰ ہے۔

درجۂ چہارم: اب سب کے بعد یہ فرمایئے کہ جو کتابیں ہندوستان میں ہیں ان پر حضرات مدعیین کو کہاں تک نظر ہے۔ اور ان کی احادیث کس قدر محفوظ ہیں۔

سبحان اللہ! کیا صرف اتنا کافی ہے کہ جو مسئلہ پیش آیا، اسے خاص اسی کے باب میں دو چار کتابوں میں جو اپنے پاس ہیں دیکھ بھال لیا اور اپنے زعم باطل میں کوئی حدیث نہ ملی تو بے ثبوت ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جان برادر! بارہا واقع ہوگا کہ اس مسئلے کی حدیث انہیں کتابوں میں ملے گی اور آپ کی نظر اس پر نہ پہونچے گی کہ اول تو ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم و ابواب وضع نہ کیے۔ اور جن کیلئے وضع کیے ان کی مثبت بہت حدیثیں ایسی ہوں گی جو بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں لکھ آئے یا لکھیں گے اور یہاں بخیال تکرار ان کے اعادہ و اثبات سے باز رہے۔ اگر یوں نہ مانئے اور اپنی وسعت نظر و احاطۂ علم کا دعویٰ ہی کیجئے تو حضرات بے امتحان نہیں سہی اپنے میں جس صاحب کو بڑا محدث جانئے معین کیجئے۔ ہم دس سوال کرتے ہیں کہ ان کی نسبت جو حکم احادیث میں ہوا ارشاد فرمائیں۔ پھر دیکھئے ان شاء اللہ تعالے کیسے غوطے کھاتے ہیں۔ اللہ عزوجل چاہے تو اکثر کا حکم نہ نکال سکیں گے۔ اور رب تبارک و تعالے کو منظور ہے تو انہیں کتابوں میں ان کی احادیث نکل آئیں گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ دعویٰ اجتہاد

Marfat.com

کرنے والے کتنے پانی میں تھے۔ وائے بے انصافی ان لیاقتوں پر ائمہ مجتہدین سے ہمسری کا دعوی ہیہات ہیہات چھوٹا منہ بڑی بات" آدمی کو کتنی بھاتی ہے مگر امتحان دیتے وقت مزہ آتا ہے۔ ہاں ہاں یہ بات میں نے اس لئے نہیں کہی کہ سنئے اور اڑا جائیے۔ نہیں نہیں ضرور اپنے کسی اعلی محدث کا نام رکھیے اور ہم جو سوالات کریں۔ ان کا جواب ان سے بذریعہ احادیث لکھوائیے ہم بھی تو دیکھیں کس برتے پر تتا پانی، جانِ برادر حصر رُواۃ ممکن نہیں، حصر روایات کیونکر ممکن۔ ابراہیم بن بکر شیبانی کے ذکر میں امام ابن الجوزی نے کہا۔

اِبْرَاهِیْمُ بْنُ بَکْرٍ فِی الرُّوَاۃِ سِتَّۃٌ لَا اَعْلَمُ فِیْهِمْ ضُعْفًا سِوٰی هٰذَا۔

ترجمہ: ابراہیم بن بکر راویوں میں چھ ہیں۔ میں ان میں سے کسی میں ضعف نہیں جانتا سوا اس شیبانی کے،

اس پر امام ذہبی جیسے جلیل القدر عمدۃُ الفن امام الشان نے فرمایا ——

لو سماھم لا فادنا فما ذکر ابن ابی حاتم احدا منھم۔ اگر ان سب کا تذکرہ فرما دیتے تو ہمیں فائدہ بخشتے کہ ابن ابی حاتم نے تو ان میں سے ایک کا بھی ذکر نہ کیا —— امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام نے جن کی جلالت قدر آفتاب نیم روز سے اظہر، جب بعض احادیث کہ مشائخ کرام نے ذکر کیں نہ پائیں یوں فرمایا کہ

لَعَلَّ قُصُوْرَ نَظَرِنَا اَخْفَاهُمَا عَنَّا۔	امید ہے کہ ہماری نظر کے قصور نے انہیں ہم سے چھپا لیا۔

دیکھو! علماء یوں فرماتے ہیں، اور جاہلوں کے دعوے وہ طویل و عریض ہوتے ہیں۔

حدیث: اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔	(میری امت کا اختلاف رحمت ہے ۱۲)

Marfat.com

امام جلال الدین سیوطی جیسے حافظ جلیل نے کتاب جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اس کا کوئی مخرج بتا سکے کہ کس محدث نے اپنی کتاب میں روایت کی۔ ان بعض علماء کے نام لکھ کر جنہوں نے بے سند اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا لکھ دیا کہ

لَعَلَّهٗ خُرِّجَ فِیْ بَعْضِ کُتُبِ الْحُفَّاظِ الَّتِیْ لَمْ تَنْقُلْ اِلَیْنَا ـــــ

ترجمہ: شاید وہ حافظانِ حدیث کی ان بعض کتابوں میں روایت کی گئی، جو ہم تک نہ پہونچیں۔

یہ وہ امام ہیں کہ فن حدیث میں جن کے بعد ان کا نظیر نہ آیا۔ جنہوں نے کتاب جمع الجوامع تالیف فرمائی۔ اور اس کی نسبت فرمایا۔

قَصَدْتُ فِیْہِ جَمْعَ الْاَحَادِیْثِ النَّبَوِیَّۃِ بِاَسْرِھَا ـــــ

ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ اس میں تمام احادیث نبویہ جمع کر دوں۔

اس پر بھی علماء نے فرمایا۔

ھٰذَا بِحَسَبِ مَا اطَّلَعَ عَلَیْہِ الْمُصَنِّفُ لَا بِاعْتِبَارِ مَا فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ

ترجمہ: یہ وہ اپنے علم کے اعتبار سے کہتے ہیں نہ یہ کہ واقع میں جس قدر حدیثیں ہیں سب کا جمع کرنا۔

قَالَہُ الْمُنَاوِیْ: وہ اپنے زمانے پر یوں فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث ان کتب ائمہ میں تخریج ہوئی جو ہمیں نہ ملیں۔ اور پھر دیکھیے ہوا بھی ایسا ہی، عبارت مذکورہ کے بعد علامہ مناوی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر نے لکھ دیا کہ اَلْاَمْرُ کَذٰلِکَ یعنی واقعی ایسا ہی ہے۔ پھر اس کی تخریج بتائی کہ بیہقی نے مدخل اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کی۔ اور اس حدیث کی سند پر نہ صرف امام سیوطی بلکہ اکثر ائمہ کو اطلاع نہ ہوئی ـــــ امام خاتم الحفاظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

زَعَمَ كَثِيْرٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔ | بہت سے اماموں نے یہی زعم کیا کہ اس کے لئے کوئی سند نہیں۔

پھر امام عسقلانی نے اس کی بعض تخریجیں ظاہر فرمائیں۔
حدیث: اَلْوُضُوْءُ عَلَی الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ، کی نسبت امام عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب اور امام عراقی نے تخریج احادیث الاحیاء میں تصریح کردی کہ لَمْ نَقِفْ عَلَیْہِ ہمیں اس پر اطلاع نہیں حالانکہ وہ مسند امام رزین میں موجود تیسیر میں ہے۔
حَدِیْثُ اَلْوُضُوْءِ عَلَی الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اَخْرَجَہٗ رُزَیْنٌ وَلَمْ یَطَّلِعْ عَلَیْہِ الْعِرَاقِیْ کَالْمُنْذِرِیْ فَقَالَا لَمْ نَقِفْ عَلَیْہِ۔

ترجمہ، وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جس کی تخریج حضرت رزین نے کی ہے اور منذری کی طرح اہل عراق اس پر مطلع نہیں ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس پر واقف نہیں ہیں۔ ۱۲ مترجم

اس سے عجیب تر سنئے۔
حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کہ انہوں نے رکوع میں دونوں ہاتھ ملا کر زانو کے بیچ میں رکھے اور بعد نماز کے فرمایا

ھٰکَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ | ایسا ہی کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

اس کی نسبت امام ابوعمر بن عبدالبر نے فرمایا، نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں، محدثین کے نزدیک صرف اس قدر صحیح ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ایسا کیا۔ اور امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے تو کتاب الخلاصہ میں سخت ہی تعجب خیز بات واقع ہوئی کہ فرمایا صحیح مسلم شریف میں بھی صرف اسی قدر ہے کہ ابن مسعود نے ایسا کیا۔ اور یہ نہیں کہ ھٰکَذَا فَعَلَ

Marfat.com

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حالانکہ بعینہٖ یہی الفاظ صحیح مسلم میں موجود، امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں۔

فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اِنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَصَلّٰی مَنْ خَلْفَكُمَا قَالَا نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا فَجَعَلَ اَحَدَهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا اَيْدِيَنَا عَلٰی رُكَبِنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اِبْنُ عَبْدِ الْبَرِّ لَا يَصِحُّ رَفْعُهٗ وَالصَّحِيْحُ عِنْدَهُمَا الْوَقْفُ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ الثَّابِتُ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ قِيْلَ كَاَنَّهُمَا ذَهَلَا فَاِنَّ مُسْلِمًا اَخْرَجَهٗ مِنْ ثَلٰثِ طُرُقٍ لَمْ يَرْفَعْهُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَرَفَعَهٗ فِي الثَّالِثَةِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ الخ۔

ترجمہ: صحیح مسلم میں حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے یہ دونوں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے پاس آئے کہا میں تم دونوں کو نماز پڑھاؤں دونوں نے عرض کی ہاں حضور! پھر آپ دونوں کے بیچ کھڑے ہوگئے ایک کو داہنے طرف دوسرے کو بائیں طرف کر لیا پھر ہم سبھوں نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا، پھر دونوں ہاتھ کو ملالیا، پھر انہیں دونوں رانوں کے بیچ رکھ دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا —— ایسے ہی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ ابن عبد البر نے کہا اس روایت کا حضور تک پہونچنا ثابت نہیں۔ ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ ابن مسعود تک موقوف ہے۔ امام نووی نے خلاصہ میں کہا کہ صحیح مسلم میں یہ روایت ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے ایسا کیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ان دونوں سے ذہول ہو گیا کیونکہ امام مسلم نے تین طریقوں سے اسے تخریج فرمائی۔ پہلی دو روایتیں مرفوع نہیں۔ البتہ تیسری روایت میں انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا اسی طرح کیا۔ الخ ۱۲ مترجم

میں یہاں اگر اس کی نظیریں جمع کرنے پر آؤں کہ خبر و حدیث میں مشہور و متداول کتابوں یہاں تک خود صحاح ستہ سے اکابر محدثین کو کیسے کیسے ذہول واقع ہوئے ہیں تو کلام طویل ہو جائے بعض مثالیں اس کی فقیر نے اپنے رسالہ "تَنْوِيرِ عَيْنِيْ فِي الْاِنْتِصَارِ لِلْاِمَامِ الْعَيْنِيْ" میں لکھیں۔ یہاں مقصود اسی قدر کہ مدعی آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس بضاعت پر کمال علم و احاطۂ نظر کا دعویٰ ہے؟ کیا ان ائمہ سے غفلت ہوئی اور تم معصوم ہو؟ —— کیا نہیں ممکن کہ حدیث انہیں کتابوں میں ہو، در تمہاری نظر سے غائب رہے۔ مانا کہ ان کتابوں میں نہیں پھر کیا سب کتابیں تمہارے پاس ہیں۔ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو اور بندگان خدا کے پاس دیگر بلاد میں موجود ہیں۔ مانا کہ ان میں بھی نہیں پھر کیا اسی قدر کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو معدوم ہو گئیں۔ مانا کہ ان میں بھی نہیں پھر کیا تمام احادیث کتابوں میں مندرج ہو گئی تھیں ممکن کہ ان احادیث میں ہو جو علما اپنے سینوں میں لے گئے پھر ہلدی کی گرہ پر پنساری بننا کس نے مانا، اپنے نہ پانے کو نہ ہونے کی دلیل سمجھنا اور عدم علم کو علم بالعدم ٹھہرا لینا کیسی سخت سفاہت ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی چار دیواری میں ڈھونڈھ کر بیٹھ رہے اور کہہ دے ہم تلاش کر چکے تمام جہان میں کہیں نشان نہیں کیا اس بات پر عقلا اسے مجنون نہ جانیں گے ——

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

Marfat.com

درجہ پنجم: الطف واہم ان سب سے گزریئے بفرض ہزار در ہزار باطل تمام جہاں کی اگلی پچھلی سب کتب حدیث آپ کی الماری میں بھری ہیں اور ان سب کے آپ پورے حافظ ہیں۔ آنکھیں بند کرکے ہر حدیث کا پتا دے سکتے ہیں۔ پھر حافظ جی صاحب یہ تو طوطے کی طرح حق اللہ پاک ذات اللہ کی یاد ہوئی۔ فہم حدیث کا منصب ارفع واعظم کدھر گیا۔ لاکھ بار ہوگا کہ ایک مطلب کی حدیث انہیں احادیث میں ہوگی جو آپ کو برزبان یاد ہیں اور آپ کی خواب میں بھی خطرہ نہ گزرے گا کہ اس سے وہ مطلب نکلتا ہے۔ آپ کیا اور آپ کے علم وفہم کی حقیقت کتنی، اکابر اجلۂ محدثین یہاں آکر زانو ٹیک دیتے اور فقہائے کرام کا دامن پکڑتے ہیں۔ حفظِ حدیث فہم حدیث کو مستلزم ہوتا تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی تھے — رُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ لَیْسَ بِفَقِیْہٍ — بہتیرے حاملانِ فقہ ان کے پاس فقہ لے جاتے ہیں جو ان سے زیادہ اس کی سمجھ رکھتے ہیں۔ اور بہتیرے وہ ہیں کہ فقہ کے حامل وحافظ وراوی ہیں مگر خود اس کی سمجھ نہیں رکھتے۔

رَوَاہُ الْاَئِمَّۃُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ وَالضِّیَاءُ فِی الْمُخْتَارَۃِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَدْخَلِ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَنَحْوُہٗ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِیِّ وَابْنِ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَلِلدَّارِمِیِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: اس کی روایت ائمہ شافعی، احمد، دارمی، ابو داؤد اور ترمذی

Marfat.com

سنے کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ اور ضیاء نے مختارہ میں اور بیہقی نے مدخل میں حضرت زید ابن ثابت سے اور دارمی حضرت جُبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اور اسی طرح احمد و ترمذی کی روایت ہے۔ حضرت ابن حبان سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی اور انہوں نے بسند صحیح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور حضرت دارمی کی روایت جو مروی ہے حضرت ابودرداء سے اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ۱۲ مترجم

ذرا خدا کے لئے آئینہ لے کر اپنا موئنہ دیکھئے اور امام اجل سلیمٰن اعمش کا علم عزیز و فضل کبیر خیال کیجئے۔ جو خود حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاگرد جلیل الشان اور اجلہ ائمہ تابعین اور تمام ائمہ حدیث کے اساتذۃ الاساتذہ سے ہیں۔ امام ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان میں فرماتے ہیں۔ کسی نے ان امام اعمش سے کچھ مسائل پوچھے ہمارے امام اعظم امام الائمہ مالک لازمہ سراج الامہ سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ (کہ اس زمانے میں انہیں امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے) حاضر مجلس تھے۔ امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے۔ امام نے فوراً جواب دیئے۔ امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے ——— فرمایا۔ ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سُنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرما دیں۔ امام اعمش نے کہا ——— حَسْبُكَ مَا حَدَّثْتُكَ بِهٖ فِي مِائَةِ يَوْمٍ تُحَدِّثُنِيْ فِيْ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ مَا عَلِمْتُ اَنَّكَ تَعْمَلُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ اَنْتُمُ الْاَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ وَاَنْتَ اَيُّهَا الرَّجُلُ اَخَذْتَ بِكِلَا الطَّرَفَيْنِ۔

ترجمہ۔ بس کیجئے، جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ ایک گھڑی

Marfat.com

ہیں مجھے سنائے دیتے ہیں جب مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں۔ اے فقہ والو تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں اور اے ابو حنیفہ تم نے تو فقہ و حدیث دونوں کنارے لئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

یہ تو یہ خود ان سے بھی بدرجہا اجل واعظم ان کے استاد اکرم واقدم امام عامر شعبی جنہوں نے پانچ سو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو پایا حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و ابو ہریرہ و انس بن مالک و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن زبیر و عمران بن حصین و جریر بن عبداللہ و مغیرہ بن شعبہ و عدی بن حاتم و امام حسن و امام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے استاد ہیں۔ جن کا پایۂ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں بیس سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک نہیں ایسی پہنچی جس کا علم مجھے اس سے زائد نہ ہو۔ ایسے امام والا مقام باآں جلالت شان فرماتے

اِنَّا لَسْنَا بِالْفُقَھَاءِ وَلٰکِنَّا سَمِعْنَا الْحَدِیْثَ فَرَوَیْنَاہُ لِلْفُقَھَاءِ مَنْ اِذَا عَلِمَ عَمِلَ۔

ترجمہ: ہم لوگ فقیہ و مجتہد نہیں ہیں مطالب حدیث کی کامل سمجھ نہیں ہم نے تو حدیثیں سنکر فقیہوں کے آگے روایت کر دی ہیں جو ان پر مطلع ہو کر کاروائی کریں گے ____ نَقَلَہُ الذَّھَبِیُّ فِیْ تَذْکِرَۃِ الْحُفَّاظ۔

مگر آج کل کے نامشخص حضرات کو اپنی یاد و فہم اور اپنے دو حرفی نام علم پر وہ اعتماد ہے جو ابلیس لعین کو اپنی اصل آگ پر تھا کہ دو حرف رٹ کر ہر امام امت کے مقابل اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی بنیٹی گھمانے کے سوا کچھ نہیں جانتے ____ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْم۔

خامسًا، بالفرض مان ہی لیجئے کہ حدیث واقع میں مروی نہ ہوئی تھ

Marfat.com

کہاں عدم نقل اور کہاں نقل عدم، یعنی اگر کسی فعل کا کرنا حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور نے کیا ہی نہ ہو، اس کا حاصل اتنا ہو گا کہ حدیث میں اس فعل کا ہونا نہ آیا نہ یہ کہ حدیث میں اس فعل کا نہ ہونا آیا۔ ان دونوں عبارتوں میں جو فرق ہے ذی عقل پر پوشیدہ نہیں، امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں۔ عَدَمُ النَّقْلِ لَا یَنْفِی الْوُجُوْدَ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں اسی عدمِ نقل و نقلِ عدم میں تمیز نہ کرنے کو جہل و تعصب کے مفاسد سے کہتے ہیں۔

حَیْثُ قَالَ وَجَدْتُ بَعْضَھُمْ لَا یُمَیِّزُ بَیْنَ قَوْلِنَا لَیْسَ الْاِشَارَۃُ فِیْ ظَاھِرِ الْمَذْھَبِ وَ قَوْلِنَا ظَاھِرُ الْمَذْھَبِ اَنَّھَا لَیْسَتْ وَمَفَاسِدُ الْجَھْلِ وَالتَّعَصُّبِ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰی۔

ترجمہ، میں نے بعض حضرات کو یہاں تک دیکھا کہ وہ ہمارے قول لَیْسَتِ الْاِشَارَۃُ فِیْ ظَاھِرِ الْمَذْھَبِ (ظاہر مذہب میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں) اور ہمارے قول ظَاھِرُ الْمَذْھَبِ اَنَّھَا لَیْسَتْ (ظاہر مذہب اس کے برخلاف) والے اصولی قول میں امتیاز ہی نہیں کرتے جہالت و تعصب کے مفاسد تو بیشمار ہیں

سادساً: یہ بھی ہی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے اس فعل کا نہ کرنا ثابت پھر نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات ممنوع وہ چیز ہے جو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے منع کی نہ کہ وہ چیز جو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے نہ کی۔ قرآن عظیم نے یوں فرمایا ـــــ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ـــــ رسول جو تمہیں دے لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو ـــــ یوں نہیں فرمایا ہے کہ مَا فَعَلَ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا لَمْ یَفْعَلْ فَانْتَھُوْا ـــــ جو رسول نے کیا کرو اور جو نہ کیا،

Marfat.com

اس سے باز رہو ——— امام محقق علی الاطلاق فتح میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل کی نسبت یہ تحقیق فرما کر کہ نہ ان کا فعل حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے ثابت، نہ کسی صحابی سے ثابت ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلثَّابِتُ بَعْدَ هٰذَا هُوَ نَفْيُ الْمَنْدُوْبِيَّةِ اَمَّا ثُبُوْتُ الْكَرَاهَةِ فَلَا اِلَّا اَنْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ اٰخَرُ۔ ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ مستحب نہیں رہی کراہت وہ ثابت نہ ہوئی۔ اس کے لئے دوسری دلیل چاہیئے ——— امام احمد محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں ——— اَلْفِعْلُ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا يَدُلُّ عَلَى الْمَنْعِ فعل تو جواز کے لئے دلیل ہوتا ہے اور نہ کرنے سے منع کرنا نہیں سمجھا جاتا ——— شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں ——— نہ کردن چیزے دیگر

است و منع فرمودن چیزے دیگر ——— پھر کیسی جہالت ہے کہ نہ کرنے کو منع کرنا ٹھہرا رکھا ہے۔

سابعًا: مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے۔ جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں ازدیاد الفت اور ملتے وقت اظہار انس و محبت ہے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں

تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ مِنْ قُلُوْبِكُمْ۔	آپس میں مصافحہ کرو تمہارے سینوں سے کینے نکل جائیں گے۔

اَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَنَحْوَهُ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْرَدَ لَهَا دُوْا وَتَحَابُّوْا وَنَحْوَ هٰذَا مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ مُرْسَلًا ——— شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ——— اَلسِّرُّ فِي الْمُصَافَحَةِ وَقَوْلِهٖ مَرْحَبًا بِفُلَانٍ وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ وَنَحْوِهَا اَنَّهَا

Marfat.com

زِیَادَۃُ الْمَوَدَّۃِ وَالتَّبَشْبُشِ وَرَفْعُ الْوَحْشَۃِ وَالتَّدَابُرِ۔

اسی میں ہے ـــــ اَلتَّحَابُبُ فِی النَّاسِ خَصْلَۃٌ مَرْضَاھَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ اِنَّہٗ صَالِحٌ لِاِنْشَاءِ الْمَحَبَّۃِ وَکَذٰلِکَ الْمُصَافَحَۃُ وَتَقْبِیْلُ الْیَدِ وَنَحْوُ ذٰلِکَ ـــــ اور بے شک یہ امور عرف وعادت قوم پر مبنی ہوتے ہیں۔ جوامر جس طرح جس قوم میں رائج! وراں کے نزدیک الفت وموانست اور اس کی زیادت پر دلیل ہو، وہ عین مقصود شرع ہوگا۔ جب تک بالخصوص اس میں کوئی نہی وارد نہ ہو، وجہ یہ کہ اس کی کسی خصوصیت سے شرع مطہر کی کوئی خاص غرض متعلق نہیں، اصل مقصود سے کام ہے، جس ہیئت سے حاصل ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ انہیں امور میں جو وقت ملاقات بغرض مذکور مشروع ہوئے ایک مرحبا کہنا تھا کہ اس سے بھی خوشدلی اور اس شخص کے آنے پر فرحت ظاہر ہوتی ہے۔ حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گزرا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَلْقٰی مُسْلِمٌ مُسْلِمًا فَیَرْحَبُ بِہٖ وَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ اِلَّا تَنَاثَرَتِ الذُّنُوْبُ بَیْنَھُمَا۔ الحدیث۔

ترجمہ: جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے اور ہاتھ ملائے انکے گناہ جھڑ جائیں۔

پھر بلاد عجمیہ میں اس کا رواج نہیں، فارس میں اس کی جگہ خوش آمدی کہتے ہیں۔ اور ہندوستان میں آیئے آیئے تشریف لایئے، اور اس کی مثل کلمات ـــــ اب کوئی عاقل اسے مخالفت حدیث ومزاحمت سنت نہ جانے گا۔ رات دن دیکھا جاتا ہے کہ خود حضرات منکرین میں دوستوں کے ملتے وقت اسی قسم الفاظ کا استعمال ہے یہ کیوں نہیں بدعت وممنوع وخلاف سنت قرار پاتے، تو وجہ کیا کہ

Marfat.com

اصل مقصود شرع وہی اظہار خوشدلی بغرض ازدیاد محبت ہے۔ یہ مطلب عرب میں لفظ مرحبا سے مفہوم ہوتا تھا۔ یہاں ان لفظوں سے ادا کیا جاتا ہے تو غرض شریعت کی ہر طرح حاصل ہے۔ خود مصافحہ بھی شرع مطہر کا اپنا وضع فرمایا ہوا نہیں، بلکہ اہل یمن آئے انہوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق مصافحہ کیا۔ شرع نے اس رسم کو اپنے مقصود یعنی ایتلاف مسلمین کے موافق پا کر مقرر رکھا۔ اگر رسم کسی اور طریقے سے ہوتی اور اس کی خصوصیت میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا تو شرع اسے مقرر رکھتی اور ایسے ہی وعدہائے ثواب اس پر فرماتی۔ ہاں! وہ بات جس میں کسی طرح مقاصد شرع سے مخالفت ہو بے شک ناپسند ہوگی اگرچہ کسی قوم میں اس کی رسم پڑی ہو۔ جیسے سلام کے عوض بلا ضرورت شرعیہ انگلی یا ہتھیلی کا اشارہ کہ بوجہ مشابہت یہود و نصاریٰ اس سے ممانعت آئی۔ حدیث ضعیف میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِیْمَ الْیَھُوْدِ الْاِشَارَۃُ بِالْاَصَابِعِ وَاِنَّ تَسْلِیْمَ النَّصَارٰی بِالْاَکُفِّ۔

ترجمہ۔ ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرے۔ یہود و نصاریٰ سے تشبہ نہ کرو کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ——— رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ وَالطَّبْرَانِیْ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ التِّرْمِذِیْ ھٰذَا اِسْنَادٌ ضَعِیْفٌ

ثامناً، جو امر نو پیدا کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع اور اس کا فعل فعل سنت کا مزیل و رافع ہو وہ بے شک ممنوع و مذموم ہے جیسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی جگہ آج کل عوام ہند میں آداب مجرا کورنش بندگی

Marfat.com

کا رواج ہے ـــــ اگر غریب بندے بعض معززوں سے بطریق سنت مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں اپنے حق میں گویا گالی سمجھیں۔ اس اِحداث نے ان سے سنت سلام اٹھا دی۔ یہ بیشک ذم وانکار کے لائق ہے بخلاف دونوں ہاتھ سے مصافحے کے کہ بالفرض اگر سنت میں ایک ہی ہاتھ کا رواج تھا تو دو ہاتھ سے مصافحے سے وہ بھی ادا ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ایک اور امر زائد ہوا جو کسی طرح اس کے منافی نہ تھا۔ اس میں سنت ثابتہ کا اصلاً دفع نہیں پھر ممنوع و مذموم ٹھہرانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ـــــ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْبِدَعُ الْمَذْمُوْمَۃُ مَا تُصَادِمُ السُّنَنَ الثَّابِتَۃَ۔

ترجمہ: بدعت مذمومہ وہی ہے جو سُنَنِ ثابتہ کا رد کرے۔

یہاں مصافحے کی نظیر تلبیۂ حج ہے کہ صحاح ستہ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اسی قدر منقول ـــــ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ـــــ پھر خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما باآں شدت اتباع سنت اس میں یہ لفظ بڑھا یا کرتے۔ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ ـــ اور یہ زیادت امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی فرماتے۔ کَمَا اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لَبَّیْکَ عَدَدَ التُّرَابِ زیادہ کیا۔ اَخْرَجَہٗ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھَوَیْہ فِیْ مُسْنَدِہٖ اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لَبَّیْکَ ذَالنَّعْمَاءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ بڑھایا، اَخْرَجَہٗ اِبْنُ سَعْدٍ فِی الطَّبَقَاتِ

Marfat.com

ہمارے علماء اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّ الْمَقْصُوْدَ الثَّنَاءُ وَاِظْهَارُ الْعُبُوْدِیَّۃِ فَلَا یُمْنَعُ مِنَ الزِّیَادَۃِ عَلَیْہِ ۔ لبیک سے مقصود اللہ تعالےٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا اظہار ہے تو اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں ـــــ قَالَہُ الْاِمَامُ بُرْھَانُ الدِّیْنِ عَلِیُّ اَبُوالْحَسَنِ الْفَرْغَانِیُّ قَدَّسَ اللہُ تَعَالٰی سِرَّہٗ الصَّمَدَانِیُّ فِی الْھِدَایَۃِ ثُمَّ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّیْنِ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَبْیِیْنِ الْحَقَائِقِ شَرْحِ کَنْزِ الدَّقَائِقِ وَغَیْرُھُمَا فِیْ غَیْرِھِمَا ۔ یونہی جبکہ مصافحے سے اظہار محبت و ازدیادِ الفت مقصود تو دوسرے ہاتھ کی زیادت کہ ہرگز اس کی منافی نہیں، بلکہ بحسب عرف بلد مؤید و مؤکد ہے ۔ زنہار ممنوع نہیں ہو سکتی۔

تاسعًا: دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صدہا سال سے متوارث ائمہ دین کی عبارتیں اوپر گزریں، اور اس کا زمانہ تبع تابعین میں ہونا بھی معلوم ہو لیا۔ خود ائمہ تبع تابعین نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ تمام بلادِ اسلام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے سندھ و سندھ تک علماء و عوام اہلِ اسلام دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور جو بات مسلمانوں میں متوارث ہو بے اصل نہیں ہو سکتی۔ امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں۔

اَنَّہُ الْمُتَوَارَثُ وَمِثْلُہٗ لَا یُطْلَبُ فِیْہِ سَنَدٌ بِخُصُوْصِہٖ ۔

ترجمہ: وہ متوارث ہے اور ایسی چیز کیلئے کوئی خاص سند درکار نہیں ہوتی،

محقق علائی دمشقی شرح تنویر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ تَوَارَثُوْہُ فَوَجَبَ اِتِّبَاعُھُمْ ـــــ

ترجمہ: بے شک یہ امر مسلمانوں میں متوارث ہے تو ان کا اتباع ضرور ہوا

عاشرًا: حدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خَالِقُوا النَّاسَ بِاَخْلَاقِھِمْ، لوگوں سے

Marfat.com

وہ برتاؤ کرو جس کے وہ عادی ہو رہے ہیں۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَ قَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ ۔ یہ حدیث عسکری نے کتاب الامثال میں یوں روایت کی ۔ خَالِطُوا النَّاسَ بِاَخْلَاقِہِمْ —— لوگوں کے ساتھ ان کی عادتوں سے میل کرو، ولہذا ائمہ دین ارشاد فرماتے ہیں لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہی ثابت نہ ہو ہرگز اس میں خلاف نہ کیا جائے بلکہ انہیں کی عادات واخلاق کے ساتھ ان سے برتاؤ چاہیے ۔شریعت مطہرہ سُنّی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے ۔ اور ان کو بھڑکانا ، نفرت دلانا ، اپنا مخالف بنانا ناجائز رکھتی ہے ، بے ضرورت تامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام ہے ۔ امام حجۃ الاسلام قدس سرہٗ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

اَلْمُوَافَقَۃُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ مِنْ حُسْنِ الصُّحْبَۃِ وَالْعِشْرَۃِ اِذِ الْمُخَالَفَۃُ مُوْحِشَۃٌ وَلِکُلِّ قَوْمٍ رَسْمٌ وَلَا بُدَّ مِنْ مُخَالَقَۃِ النَّاسِ بِاَخْلَاقِہِمْ کَمَا وَرَدَ فِی الْخَبَرِ لَاسِیَّمَا اِذَا کَانَتْ اَخْلَاقًا فِیْہَا حُسْنُ الْعِشْرَۃِ وَالْمُجَامَلَۃِ وَتَطْیِیْبُ الْقَلْبِ بِالْمُسَاعَدَۃِ —— ان امور میں لوگوں سے موافقت صحبت ومعاشرت کی خوبی سے ہے ۔ اس لئے کہ مخالفت وحشت دلاتی ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور بالضرورۃ لوگوں کے ساتھ ان کی عادات کا برتاؤ کرنا چاہیے —— جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ، خصوصًا وہ عادتیں جن میں اچھا برتاؤ اور نیک سلوک اور موافقت کرکے دل خوش کرنا ہو یہاں تک کہ فرمایا ۔

کَذٰلِکَ سَائِرُ اَنْوَاعِ الْمُسَاعَدَاتِ اِذَا قُصِدَ بِہَا تَطْیِیْبُ الْقَلْبِ وَاصْطَلَحَ عَلَیْہَا جَمَاعَۃٌ فَلَا بَاْسَ بِمُسَاعَدَتِہِمْ عَلَیْہَا بَلِ الْاَحْسَنُ الْمُسَاعَدَۃُ اِلَّا فِیْمَا وَرَدَ فِیْہِ نَہْیٌ لَا یَقْبَلُ التَّاوِیْلَ —— ایسے ہی مساعدت کی ساری قسمیں جبکہ اس سے دل خوش کرنا منظور ہو

Marfat.com

اور کچھ لوگوں نے وہ روش قرار دے لی ہو تو ان کے موافق ہو کر اس پر عمل کرنا کچھ مضایقہ نہیں رکھتا، بلکہ موافقت کرنا ہی بہتر ہے، مگر جس امر میں شرع سے ایسی نہی آگئی ہو جو قابلِ تاویل نہیں بعین العلم میں ہے۔ اَلْاِسْعَادُ بِالْمُسَاعَدَةِ فِیْمَا لَمْ یَنْہَ عَنْہُ وَصَارَ مُعْتَادًا بَعْدَ عَصْرِہِمْ حَسَنَۃٌ وَاِنْ کَانَ بِدْعَۃً۔ جس امر میں شرع سے نہی نہ آئی اور صدرِ اول کے بعد معمول ہو اس میں موافقت کر کے لوگوں کو خوش کرنا اچھا ہے اگرچہ بدعت ہی سہی۔

فقیر غفراللہ تعالےٰ لہٗ نے رسالہ اَجْمَالُ الْاِجْمَالِ لِتَوْقِیْفِ حُکْمِ الصَّلٰوۃِ فِی النِّعَالِ میں یہ مضمون بہت حدیثوں سے ثابت کیا۔ اور بے شک مقصودِ شرع کے یہی مطابق ہے۔ مگر جن لوگوں کو مقاصدِ شریعت سے کچھ غرض نہیں، اپنی ہوائے نفس کے تابع ہیں، وہ خواہی نخواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے الجھتے اور ان کی عادات و افعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کر سکتے۔ ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہیں —— حاشا کہ ان کی غرض حمایتِ شرع ہو —— حمایتِ شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم و ممانعت میں کوئی آیت و حدیث نہ آئی۔ خواہ مخواہ بزورِ زبان انہیں گناہ و مذموم ٹھہرا کر شرع مطہر پر افترا کیوں کرتے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ (پ۱۴ ع ۲۰ سورۂ نحل) ——

(اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، ان کا بھلا نہ ہوگا۔ ۱۲) —— بلکہ صرف مقصود حضرات عوام

Marfat.com

مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہ تلبیس و تدلیس اپنے لئے ایک جدا روش نکالنا اور اس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے کہ اگر وہی مسائل بیان کریں جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہیں تو ان جیسے اور ان سے بہتر ہزاروں لاکھوں ہیں۔ یہ خاک ہو کر کیوں کر گنے جائیں۔ ہاں جب یوں فتنہ ڈالیں اور نیا مذہب نکالیں گے۔ تو آپ ہی نزدیک و دور معروف و مشہور ہو جائیں گے۔ آخر نہ دیکھا کہ امام علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ــــ خُرُوْجُہٗ عَنِ الْعَادَۃِ شُہْرَۃٌ وَّمَکْرُوْہٌ ــــ یعنی جس جگہ جو طریقہ لوگوں میں رائج ہے اس کی مخالفت کرنا، اپنے آپ کو مشہور بنانا اور شرعاً مکروہ و ناپسند ہے۔ اسی طرح مجمع بحار الانوار میں منقول ھُوَ عَلٰی عَادَۃِ الْبُلْدَانِ فَالْخُرُوْجُ عَنْھَا شُھْرَۃٌ وَّمَکْرُوْہٌ۔ اسی کو مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں ناقل کہ "خروج از عادت اہل بلد موجب شہرت است و مکروہ است"۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ اَلْبَسَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ ثُمَّ یُلْھَبُ فِیْہِ النَّارُ ــــ جو شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالٰی اسے روز قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے پھر اس میں آگ بھڑکا دی جائے ــــ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔ جب دو ہاتھوں سے مصافحہ اب تمام مسلمانوں میں رائج اور تم کسی حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں کر سکتے تو بلا وجہ عادت مسلمین کا خلاف کرنا سوا اپنی شہرت چاہنے بگو بننے اور اس وعید شدید کے مستحق ہونے کے اور

Marfat.com

کس غرض پر محمول ہو سکتا ہے ـــــــ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

یہ چند جملے ہیں کہ بطور اختصار بر سبیلِ اِرتجال زبانِ قلم سے سرزد ہوئے۔ اور وہ مباحثِ نفیسہ واصولِ جلیلہ جنکی طرف ضمن کلام میں جابجا اِشارہ ہوا اگر ان کی تحقیقِ تام و تنقیح تمام پر آئیں تو مبسوط کتابیں لکھنا چاہیئے جسے بیان کافی وارشاد شافی پر اطلاع منظور ہو کتب علما مثل اَذاقۃُ الآثام وَاصول الرشاد وغیرہما تالیفات طیبات اِمام المحققین سراج المدققین حضرت والد قدس سرہ الماجد کی طرف رجوع کرے۔ امید کرتا ہوں کہ اِس مسئلہ مصافحہ بِالیدین میں یہ مباحثِ رائقہ ونِکاتِ فائقہ خاص قلم فقیر کا حصہ ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

Marfat.com

خوبصورت معیاری اور دیدہ زیب کتابیں

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی قابل مطالعہ کتب

فتاویٰ افریقہ

زمین ساکن ہے!

اللہ جھوٹ سے پاک ہے (سبحان السبوح)

بلاسود بینکاری کا شرعی طریقہ کار

تعلیمات اعلیٰحضرت

ملفوظات اعلیٰحضرت

خطبات رضویہ

ایمان اور قرآن

کفریات ابی الوہابیہ

الامن والعلی

کتاب

سیرت سید المرسلین ﷺ

احکام شریعت

عرفان شریعت

علوم مصطفیٰ ﷺ

شمع شبستانِ رضا

شمع شبستانِ نوری

عملیاتِ امام احمد رضا

حدائق بخشش

نوری کتابیں

نوری کتب خانہ لاہور

Marfat.com

خوبصورت معیاری اور دیدہ زیب کتابیں

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی قابل مطالعہ کتب

فتاوی افریقہ

زمین ساکن ہے!

اللہ جھوٹ سے پاک ہے (سبحان السبوح)

بلاسود بینکاری کا شرعی طریقہ کار

تعلیمات اعلیٰحضرت

ملفوظات اعلیٰحضرت

خطبات رضویہ

ایمان اور قرآن

کفریات ابی الوہابیہ

الامن والعلی

سیرت سید المرسلین ﷺ

احکام شریعت

عرفان شریعت

علوم مصطفیٰ ﷺ

شمع شبستان رضا

شمع شبستان نوری

عملیات امام احمد رضا

حدائق بخشش

نوری کتابیں

نوری کتب خانہ لاہور

Marfat.com